وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

اور مت نکل جاؤ حد سے تحقیق اللہ دوست نہیں رکھتا ہے حد سے نکل جانے والوں کو

سرکار عالی

سرکار عالی

آسمانی ضرب اللہ برراقم سوط اللہ

۶۱۹ھ

وجہ تسمیہ

یہ نام از خود خیال میں آنے غیر مقلد پر آسمان سے خدا کی مار پڑنے اور اوسمین سنہ عیسوی نکلنے کی مناسبتیں جمع ہونے سے موسوم کیا گیا

مصنفہ

اضعف العباد سید پیر محمد حفظ اللہ تعالے عن الشر والفساد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خالق کائنات کی حمد لا نہایت اور خاتمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نعت بے نہایت کی
ادائی کے بعد احقر العباد عاصی بجید سید پیر محمد بخدمت جناب مولوی حکیم سید قاسم صاحب
معروض کرتا ہے کہ ملتمین نے جناب کی مرسلہ تحریر موسومہ (سوط اللہ درجواب پرچہ عرضداشت)
دیکھا جب آپ نے نہایت محنت وکوشش سے بصرف لیاقت کثیر عرضداشت کا جواب
لکھا تھا تو حسب اصول وایا عرضداشت بنام (جناب سید میران صاحب) لکھنا چاہئے تھا آخر بیش
(قومی حضرات اہل بصیرت) اوسکو ملاحظہ کرکے آپ کی لیاقت کا احساس کرتے۔
آپ نے صفحہ (۳) سطر (۱۴) مین لکھا ہے کہ "عرضداشت اپنے کو یعنی من کل الوجوہ علطیو
مبرا سمجھا ہوا ہے" عرضداشت مین یہہ ناجایز دعوی کس مقام مین ہے اوسکا حوالہ
بتلانا معترض کیلئے ضروری تھا نہ بتلانے سے عام ناظرین کے خیال مین اور بالخصوص
عرضداشت ملاحظہ کئے ہوئے حضرات کے پاس آپ کا یہہ قول افترا ثابت ہوگا۔
صفحہ (۴) مین صلح واتفاق کی بہتری اور فساد وحسد کی برائیان ووعید آیات سے
بتلائی گئی ہین لیکن اوسکے ساتھہ ہی بخلاف اوسکے آپ کی تحریر از ابتدا تا انتہا فساد کا تخم
حسد کا بڑا خزانہ تہمتون کا مجموعہ ہے ایسی صورت مین اپنے ناتوں آپ ہی وعید کا نشانہ بنا

کیا لیاقت کا یہی مقتضا تہا۔

صفحہ (۵) مین نہایت نایاب اعتراض کیا ہے یعنے لکہا ہے کہ "دو پرچہ عرضداشت مین بنام مولوی سید نصرت صاحب مرحوم و مولوی سید شہاب الدین صاحب ان ہردو کے اسم گرامی پر لفظ فقیر نہین لکہا گیا ہے" ہردو اسم گرامی پر لفظ فقیر نہ لکہنے کا اعتراض عرضداشت مین کرکے دونون نامون پر خود نے بہی لفظ فقیر نہین لکہا ہے۔ اوس سے زیادہ لطف کی بات اوس سے تیسری سطر مین یہہ لکہی ہے کہ "عرضداشت کے فقرہ (۱۱) مین جن فقرا کے نام ہین اون پر لفظ فقیر لکہا ہے جو شایستگی اخلاق و تہذیب کے خلاف ہے" واہ ری لیاقت راقم عرضداشت کسی صاحب کے نام پر لفظ فقیر لکہے اور کسی صاحب کے نام پر نہ لکہے ہردو صورت مین مولوی صاحب کی پکڑ سے نہین چہوٹ سکتے۔

صفحہ (۶) مین سنہ کی بہت بڑی غلطی پکڑی گئی ہے جو ۱۲۱۳ھ کا واقعہ ۱۲۲۳ھ بتلایا ہے اور اوسی صفحے سے عرضداشت کے صفحہ (۲) مین مطبوعہ "خاتمین علیہم السلام" لکہا جاکر اوسکی ترمیم کرنے پر بہی ایک الف کی نسبت ہنگامۂ عظیم بپا کرکے اپنی لیاقت و تہذیب و اخلاق کا وسیع پیمانہ پر ثبوت دیتے ہوئے بڑے اعتراض کے ساتہہ کئی ورق کالے کئے گئے ہین اور یہہ بتلایا گیا ہے کہ "یہان علیہم ضمیر جمع کی ہے" مولوی صاحب کو بڑے دعوی پر اتنی خبر بہی نہین کہ تعظیماً واحد یا تثنیہ کیلئے ضمیر جمع لانا جایز ہے۔ اگر ایک الف متروک ہوئی تہی سہو کو قبول ہی کر لیا جائے تو اس الف کو پکڑنا ایسے سراپا معیوب و مخلوط شخص کو کب زیبا تہا جنکی مختصر تحریر مین (۳۷) صاف و صریح غلطیان ہون جنکی تصدیق غلطنامہ کے ملاحظہ سے ہوسکتی ہے۔ علاوہ ان کے راقم اور ان کے اوستادون کو جنہون نے اسمین اصلاح کی ہے جن غلطیون کی مطلق خبر نہین ہے وہ تمام بہ تفصیل تبلائی جائین تو لکہنے والے

وناظرین کا بہت وقت عزیز ضایع ہوگا - اور دراصل عیب جوئی وغیبت گوئی مولوی صاحب ہی کے حصہ مین تہی مجہے اوسمین سے کچہہ حصہ نہین ملا ہے اور مجہے فطرتا اوس سے نفرت ہی اور مین اپنے مخالفین کی نسبت بہی سخت گوئی کو پسند نہین کرتا - لیکن مولوی صاحب نے ناجایز حملہ کرنے سے کچہہ نہ کچہہ لکہنے کی مجبوراً ضرورت ہوئی - مولوی صاحب کی صریح غلطیون بڑی تہمتون نامعقول اعتراضون سے درگذر کرکے غور کیا جاتا ہے تو واضح ہے کہ عرضداشت کے چند سوال چار صفحو مین کئے گئے ہین اور مولوی صاحب نے اوسکا جواب (۱۵) صفحو مین لکہا ہی مین خیال کرتا ہون کہ میر مجلس صاحب و اراکین انجمن اس جواب کو دیکہہ کر یہہ فرماتے ہونگے دمن چہ میگویم و تنبورہ چہ می سراید) عرضداشت کے سوال و سوط اللہ کے جواب کو آپسمین سر مو مناسبت نہین ہے - جب آپ مین سوال کو سمجہنے اور اوسکا جواب معقول دینے کی لیاقت نہی اور اپنے حالات باطنی کا اظہار منظور تہا تو اس تحریر کا نام دبیشک طبلۂ تہمت و الحسد) رکہنا چاہیئے تہا - اسلئے کہ اسم بامسمیٰ ہونیکے علاوہ اسمین سنہ ہجری ہونے ۱۳۴۲ کی خوبی بہی ہے آپکی یادگار رہجاتی - اگر اب بہی تبدیل نام کی اشاعت کرنا آپ چاہین تو مین اوسکا خرچ دیسکتا ہون - زمان خان بکے واقعہ کے وقت کی جہوٹی مخبری - خدا بین بزرگان کامل کے سلسلہ سے روگردانی - خلاف تقلید و عمل بزرگان سلف جمعہ و عیدین پڑہنا - مرتبہ شریعت مین تسویت کا انکار کرنا جو صفحہ (۳۰ و ۳۱) سے ظاہر و ثابت ہو رہا ہے ان امور سے جو روسیاہی حاصل ہوئی تہی سوط اللہ کی تحریر نے اوس سیاہی پر پالش کا کام کرکے ہمیشہ کیلئے اوسکو قایم و پختہ کر دیا - ایسے ہی خود پسند غیر مقلد نا اہل (بدنام کنندہ نکونامے چند) نے علمائے ظاہری کو بدنام کر رکہا ہے -

اور صفحہ (۳۴) مین لکہا ہے کہ جواہر تہذیب بہی خلاف تہذیب پیرایہ مین اپنی تالیف کے

صفحہ (۱۷) سطر (۱۳) مین تمثیل نہیچ اقوام سے بتلا کر اونہون نے بہی اپنے دل کی آگ ٹہنڈی کرلی پناہ بخدا اوہی مثل صادق آئی کہ "کالی بہلی نہ گوری بالی" اور از صفحہ (۱۱ا) تا (۳۴) لکہا ہے کہ جواہر تہذیب کیطرف خاص نظر ڈالنا ضروری ہے تمنے تو نیا رنگ نکالا اور نئی نئی طرز کی پوشاکین پہنکر - ہر دم بلباس دگر آن یار بر آمد گہ پیر و جوان شد - کیطرح کہین بوسے رفض تبلایا ہے تو کہین وہریت وغیرہ کا عجیب خاکہ کہینچا ہے - تمہین جن جن امور مین شبہہ ہے اوسکے رفع کرنیکیلئے کسی روز فرصت پاکر میرے پاس آو یا کسی فرصت کے روز مجہے اپنے گہر بلا لو تو پہر تمہارے شبہات کل رفع ہو جاوینگے وغیرہ "

جنابعالی - جب آپ نے جواہر تہذیب کیطرف خاص نظر ڈالکر نہایت محنت وکوشش سے جان توڑ کر حملہ کیا ہے تو آپ نے اوسکا صفحہ (۲۲) ضرور ملاحظہ فرمایا ہوگا کمترین نے اوسمین لکہا ہے کہ "مجہے ناچیز تحریر حضرات موصوف یا ناظرین قوم مین سے کسی صاحب کی خاطر مبارک پر بار پیدا کرے تو خدا کیواسطے اوسکی معافی وصفائی چاہتا ہون کسی صاحب کو اعتراض یا جواب تحریر فرمانیکی تصدیع گوارا نہ فرمانی چاہیئے اسلئے کہ مین نے محض بلحاظ ہمدردی قوم اظہار خیال کیا ہے آیندہ سوال و جواب کے سلسلہ کو قایم رکہنا میرا مقصود نہین ہے " باوجود اسکے آپ کے اس فعل پر نہایت افسوس ہے کہ آپ نے خدا واسطہ کا بہی سرمو پاس ولحاظ نہ فرمایا آپ کسی بہولے بہالے لاعلم سے امتحاناً فرمائے کہ (تم خداواسطہ فلان کام نہ کرنا) مین بالیقین کے ساتہہ کہتا ہون کہ وہ یا منجملہ کل مسلمانون کے کوئی شخص جسکے دلمین نور ایمان ہو خداواسطہ دیگر کسی کام سے روکا جائے تو اسکے بعد ہرگز وہ کام نہ کریگا حالانکہ اوسمین ذاتی نفع بہی ہو ایسی صورت مین خود آپ ہی اپنے اس فعل پر غور فرمالیجئے کہ کیسا ہے - اور اس ترک خداواسطہ مین آپکی ذاتی منفعت یا نیکنامی بہی متصور نہین تہی جیسی مخبری مذکور مین صلہ مخبری کی

کچھہ امید تھی مگر ناکامی وبدنامی ہوئی۔ اور اسکا بھی کچھہ پتہ نہین چلتا کہ اس ناچیز تحریر پر ایسا
اعتراض کرنا آپ پر فرض یا واجب یا لازمی تھا جو مجبور آگیا۔ خدا تعالی فرماتا ہے
(لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ) ترجمہ (نہین
دوست رکھتا اللہ پکار کر کہنا بری بات کو مگر جو ظلم کیا جاوے۔) موضح القرآن (کسی مین
دینی یا دنیاوی عیب معلوم کرے تو اوسکو مشہور نہ کرے کیونکہ اللہ سنتا جانتا ہے وہ ہر
کسی کی جزا دیگا اسیکو غیبت کہتے ہین۔ اسمین مظلوم کو روا ہے کہ ظالم کا ظلم بیان کرے)
مولویصاحب غور کیجے جو فقیر تارک الدنیا ہوجاتے ہین وہ خدا کے دوست کہلاتے ہین لیکن
آپ فقیر ہوکر خدا کے دشمن ہوگئے کیونکہ خدا تعالے سخت اور بری بات کہنے اور غیبت کرنیوالے کو
دوست نہین رکھتا یہہ عاصی تو تحریر تقریر مین کسی جگہ آپ کا نام نہین لیا تھا لیکن آپ نے
نہایت سخت اور بری بات رفض و دہریت کی میری نسبت طبع کرکے مشہور کردی۔ اگر آپ میرے
رفض و دہریت کو ثابت بھی کردین تو آپنے غیبت کی اسکی سزا خدا تعالے دارین مین آپکو دیگا
اور اگر ثابت نہ کرین تو اسکے سات آپ نے تہمت بھی کی ہے مین آپ کو خدا واسطہ دیکر کہتا ہون کہ
آپ میرے رفض و دہریت کو ثابت کردین تاکہ مین توبہ کرلون۔ بصورت ثانی تا قیامت
یہہ بار آپ پر رہیگا۔ اور یہہ تو نہایت مسلمہ ہے کہ رفض و دہریت کا طریقہ ایک شخص مین ایک ہی وقت
جمع نہین ہوسکتا لیکن آپ نے انتہای حسد و لیاقت کے زور پر اجتماع ضدین کردیا۔
اب غور طلب یہہ امر ہے کہ آپ نے اپنی دانست مین جن اعتراضات کو نہایت سنگین اور
معقول جان کر کیا ہے دراصل وہ کیسے ہین۔
بھلا (ذبح اقوام وغیرہ کے متعلق) نہایت تعجب ہے کہ جو بڑے محقق حکیم۔ دانشمند۔
صاحب فتوی۔ ہین اونہون نے بہت ہی معمولی صاف سلیس اردو تحریر اور

اور اوسکے عام فہم صاف مطلب کو مختبر نہین سمجہا جاب وہ تحریر تو بالکل آپ کے منشے کے
یعنے آپ کے پیران پیر جنہون سے کچھ حملہ کیا تہا اون سے تہذیب کے ساتھہ آپ کے مخدوم کی
تائید مین کچھ عرض کیا گیا ہے وہ موقع تو آپ کے شکریہ ادا کرنے کا تہا - خیر اس ناقہمی کو
نظر انداز کرکے اوس تحریر پر غور کیا جاتا ہے تو اوسمین خلاف تہذیب کوئی بات پائی نہین جاتی
اگر دراصل قابل گرفت کوئی امر مقتضائے بشریت ہوتا تو آپ کے جیسا معترض جو حرفی
لفظی معنوی سہو و غلطیون کو پکڑ کر عظیم کی طرح کردکہائے خوشیان منانے والا ضرور
موقع کو پکڑکر خلاف تہذیبیت کا بخوبی ثبوت دیتا -
دو جواہر تہذیب کیطرف خاص نظر ڈالنا ضروری ہے ،، جو لکہا گیا ہے کن وجوہات سے ضروری تہا
اوسکی صراحت نہین کیگئی جو معترض کیلئے ضروری تہی - اور بوئے رفض آنے اور دہریت کا
بڑا الزام تو لگا گیا ہے لیکن بالکل بے دلیل کس مضمون و قول و فعل سے یہہ بو آئی اور پتہ چلا
اوسکی صراحت ضروری تہی جو نہین کیگئی بلا ثبوت و بیدلیل یہہ قول (قومی حضرات اہل بصیرت کے)
پاس محض حسد و عداوت و خصومت پر مبنی سمجہا جاوے گا -
مین سے معروضات (جواہر تہذیب) خلوص دلی - عقیدتمندی - نیک نیتی - سے عرض کیے ہین
اگر دراصل وہ معروضات (الانسان مرکب مع الخطاء والنسیان) کے لحاظ سے گستاخانہ
یا بالکل غلط ہوتے تو اوسکی نسبت آپ کے پیر کے مرشد ناپسندیدگی و رنج و ملال ظاہر فرمانے
اون کو حق ہی تہا لیکن بخلاف اوسکے حضرت نے میری ناچیز تحریر و معروضات کی نسبت
مجہسے اور بہتون کے روبرو بیحد خوشنودی و پسندیدگی ظاہر و تعریف و تحسین فرمائی ہے
اور حضرت کے اس ارشاد کو مین دلی خوشنودی خیال کرتا ہون - اور یہہ عاصی جن حضرات سے
مخاطب ہوا تہا اونمین سے کوئی صاحب خدا واسطے معافی چاہنے پر لحاظ نہ فرماکے میری

واجبی غلطیون سے مجھے مطلع فرمائے ہوتے تو اون کو حق تہا اور مین بدل اون کا شکریہ ادا کرتا
لیکن اس موقع پر مین آپ کے اعتراضات پر ایک مثال میرے خیال مین آئی ہے وہ یہہ کہ
متصل دو چھوٹی چھوٹی آبادیان واقع ہین اون دونون کے مابین ایک درندہ مردم خوار
آنکلا اور دونون جانب کے انسانون کی ہلاکت کا درپے ہوا۔ اسحالت مین زیدنے اوسپر گولی کا
نشانہ کیا اس واقعہ کو دونون آبادیون کے حضرات دیکھہ کر خوش ہونے لگے ایسے مین بکر
رونے چلانے لوٹنے تڑپنے لگا کہ ہائے غضب ہوگیا زیدنے خالد کو گولی ماری مین اوسکے
عوض مرتا ہون ۔ میرا یہہ خیال شاید غلط نہو کہ مولوی صاحب مدۃ العمر خود غور فرماتے رہین تو
مثال مذکور کی ماہیت کو نہین سمجھینگے اسلئے اوسکی صراحت کردینا مناسب خیال کرتا ہون
تشریح - دو آبادیان اپنی گروہ کے حال کے دو فریق ہین اور حسد - عداوت - خصومت
بغض - نفرت - مابین ہین - ہلاک کرنے والا درندہ - زید مکتیرین - گولی کا زد (جواہر تہذیب)
بکر - مولوی صاحب خالد وہ جن سے جواہر تہذیب مین مخاطبت ہے ۔

بڑے علماء وفضلا و اعلی مراتب کے حضرات سے اون کے شایان شان اعلی عمل ہی ہوا کرتا ہے
وہ چھوٹی اور ضعیف امور کیجانب التفات نہین کرتے چنانچہ شیر اپنے لائق بڑے جانورونکا
شکار کرتا ہے نکہ کیڑے مکوڑون کا ۔ جب انسان اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے تو اوسکو
اپنے حوصلہ و شایان شان کام کرنا زیبا ہے اور کرتے بھی ایسا ہی ہین یعنے اعلی لیاقت
مراتب کے حضرات بحث تقریر تحریر مین ضرور اسکا خیال رکھتے ہین اور نزاعی معاملات مین
وہ نہین اصول پر بحث کرتے ہین جن پر فریقین کا قصد اعمل ہوتا ہے اور اوسمین دین
یا دنیا کا نقصان یا وہ کوئی اہم معاملہ ہو - اگر زمانہ کی ایسی عادت نہوتی تو اصول کو چھوڑکر
ایسے جزئیات فروعات لغویات مین ہمارے نامہربان عقل کے دشمن مولوی صاحب کیطرح

ایک نقطہ یا ایک الف کی خفیف سہو کو پکڑ کر لڑ مرتے اور کسی معاملہ کا صلاحیت و معقولیت سے تصفیہ نہو تا۔ لیکن غور کرنے سے اس معاملہ مین مولوی صاحب کا زیادہ قصور نہین پایا جاتا کیونکہ بزرگان سلف کے اقوال بہت ہی قدر و قیمت کے ثابت ہوتے ہین۔ کسی بزرگ کا قول ہے کہ "ایک من علم کو کام مین لانیکیلئے دس من عقل چاہئیے" لیکن چھوٹا سا ظرف جو ایک تولہ علم مین بھر جائے اور اوسکے ساتھہ ایک رتی بھی عقل نہو تو وہ علم ایسے ہی گل کھلائیگا کم عقل بے عمل صاحب علم کی نسبت سعدی نے فرمایا ہے

علم چندانکہ بیشتر خوانی ۔۔۔ چون عمل در تو نیست نادانی

نے محقق بود نہ دانشمند ۔۔۔ چارپائے برو کتابے چند

انسانون مین بعض اعلی و بعض ارذل و خبیث خیالات کے جو ہوتے ہین اونکی مثال ایسی ہے جیسے چیل اور باز۔ یہہ آپسمین ہمجنس ہم شکل و شبیہہ ہین۔ جب چیل بلند پروازی کرتی ہے تو سخت متعفن مردار کی متلاشی رہتی ہے۔ اور باز اپنے حوصلہ و امکان و طاقت سے صد ہا حصہ زیادہ بڑی بہادری و علوہمتی سے بڑے جانورون کا مالک کو لطف شکار دکھا کر نہایت کشادہ دلی و صدق و عقیدت سے اپنا شکار مالک کے حوالہ کر دیکر علیحدہ ہوجاتا ہے اسی لئے اوصاف خبیثہ و حمیدہ کے لحاظ سے چیل آبادی مین آجائے تو بخیال نحوست گولی سے ماردی جاتی ہے اور باز کو بادشاہان نہایت قدر و قیمت سے لیکر فخریہ اپنے پاس رکھتے ہین انسان مین عیب جوئی چیل کی صفت سے بہت زیادہ مکروہ و خبیث ہے کیونکہ مردار اوسکی غذا ہونے سے مجبور اوہ اوسکی متلاشی رہتی ہے۔ انسانون کو اچھا عمل اختیار کرنے اور برائیون کو چھوڑنے کیلئے ہزارہا مثالین دیکھنے والون کی آنکھون کے روبرو موجود ہین۔

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق ۔۔۔ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

(ظنوا المؤمنین خیرا) فرمان مبارک کے لحاظ سے ہر مومن کو اپنا گمان بہ جانب خیر مائل رکھنا چاہئے
جو شخص جانب شر اپنا گمان رکھے اور اپنے کو مومن سمجھے تو مخالف فرمان ہوگا۔ آپ نے رفع
شبہات کیلئے مجھے طلب فرمایا ہے اور خود ہی کا یہ حضرت تشریف لانے کی خواہش ظاہر کی ہے لیکن
مین نے کب جناب سے شبہات ظاہر کرکے اون کے رفع کی خواہش کی تھی کیا خوب (جان نہ مان
مین تیرا مہمان) آپ نے بلا طلب بضرورت کیون ایسی جرأت اور خواہش کی ذرہ آپ ہی غور فرمائین
کہ پابند تقلید اپنے خدا بین بزرگان کامل کی خوشنودی مین رہ کر تعلیم پائے ہوئے سے غیر مقلد اور اپنے
بزرگون سے روگردانی کئے ہوئے کا رفع شبہات کی بلا طلب درخواست کرنا کب زیبا ہے اور ایسے
شخص کو آپ عقل کا معذور سمجھینگے یا کچھہ اور آپ ہی فرما دیجئے۔

صفحہ (۲۳) مین آپ نے لکھا ہے کہ دوم یک ہی فریق اودھم مچائے ہوئے ہے اور فریق ثانی کی کبھی
کسی امر مین مفسدہ پردازی کوئی تحریر قلمی یا مطبوعہ دیکھنے ہی مین ہوتا آپ کا یہ قول بالکل غیر صحیح ہے ہم اور
کل اہل قوم فریقین کے قلمی و مطبوعہ صدہا تحریرات دیکھہ رہے ہین بہت زمانہ سے ایک فریق کی تحریر کی
تردید دوسرے فریق کیجانب سے برابر ہوتی چلی جارہی ہے ایک بدیہی ایسی مشہور شئے جس سے کوئی فرد قوم
ناواقف نہین آپ اوس سے انکار کررہے ہین اس سے ظاہر ہورہا ہے کہ آپکو دروغگوئی کا بھی بڑا شوق ہے
(الکذاب [illegible] امتی) فریقین سے متعلق جمہوری معاملات مین کسی ایک شخص سے خصوصیت نہین ہوسکتی
فریقین کیجانب سے فرضی نام سے یا گمنام یا آپ کے جیسے الحق حضرت کے نام سے جو تحریر نکلیگی وہ اصولاً کل
فریق کے جانب کی سمجھی جائیگی اور اوسکی بھلائی یا برائی کا کل فریق پر اثر پڑیگا۔ دروغگو را حافظہ نباشد
اثر سے صفحہ (۴۳) مین آپ نے ایک راست گوئی بھی کی ہے یعنے (زمانہ حال کے قومی کتب پر نظر ڈالو
تو شاید زمانہ کے مکر و فریب و دھوکہ بازیان تمہارے روبرو پیش ہوجائینگے) واقعی مولوی صاحب
آپ کے اس فقرہ کے حالات صاف نظر آرہے ہین کہ مین نے آپ کے نام کے ساتھہ

لفظ فقیر اسلئے نہین لکھا ہے کہ لکھنے کی ضرورت ہین آپ اپنے کو ناشایستہ وخلاف اخلاق وتہذیب لکھا ہے خیال کرکے ناراض ہون گے۔ اور دراصل آپ کے نام پر فقیر لکھنا جایز بہی نہین ہے اسلئے کہ آپ فقیر ہوکر ترک دنیا کرنیکے بعد بہی خزانہ عامرہ مین وظیفہ یاب ملازمین مین شامل اور ماہانہ تنخواہ لے رہے ہین اور اسپر طرہ یہہ کہ اہل کسب کے مانند ایک جگہ کی بقدر گذران آمدنی پر صبر و قناعت بہی نہین ہے تلاش وطلب دنیا مین مارے مارے پہرتے ہین چنانچہ موضع پلٹلہ مین حفاظت درختان ثمر مندی کی ملازمت پر جاکر رات کے وقت کوٹہے پر سے گر گئے (اسموقع مین قدرت قادر قابل غور ہے) یعنے ممکن تہا کہ گرنیکے بعد لوٹ پوٹ کر صحیح وسالم اٹہکر چلا آتے واقفین سے کوئی کسی موقع مین ٹوکتا تو صاف انکار کرجاتے۔ لیکن ایسا نہین ہوا بلکہ گرنے کے بعد کولے مین ضرب آکر لنگ قایم ہوگیا اب مشکل یہہ ہے کہ عیب پوشی کے خیال سے بلا لنگ چلنے کی کوشش کرتے ہین تو کولہ درد کرتا ہے بالنگ چلتے ہین تو دیکہنے والون کو موضع پلٹلہ کا واقعہ یاد آجاتا اور آپ کا وہ گڑا نظر وخین پہر جاتا ہے۔ اب تو وہان جانے اور ملازمت کے بہی اہل نہین رہے (لادین ولا دنیا) شاید کسی نے آپ ہی کیواسطے کہہ رکہا تہا۔ مولوی صاحب بقول شخصے بوڑے کے جہاڑ بے اہل وعیال۔ فارغ البال۔ خانہ بدوش ہین۔ آپکو حرص دنیا نہونی چاہئے تہی دنیوی کچہہ بہی تعلقات نہونیسے آپ کو طلب خدا مین ایک سو ہوجانے کا بہت ہی اچہا موقع حاصل تہا اگر آپ بزرگان کامل کے معتوب یہ ہکاری۔ راندۂ درگاہ نہوتے تو ترک دنیا کے ساتہہ کسی مرشد کامل کی غلامی وصحبت اختیار کرکے سوبّت کہاتے ہوئے بیفکری وآرام سے پڑے رہتے (حضرات گروہ مہدویہ مولوی صاحب کے حالات سے بخوبی عبرت حاصل کرسکتے ہین)

مجہے اسوقت مولوی بشارت علی صاحب کا پچہلے زمانہ کی تحریرات کے کسی موقع مین لکہا ہو

ایک شعر یاد آرہا ہے۔

اے گربیک چراغ نشستی بجای خویش ٭ باشیخ پر کردی و دیدی [illegible]

جنابعالی فقیر اون کو کہتے ہین کہ جنکو فاقہ قناعت حاصل ہو اور یاد الٰہی مین [illegible]
ہین فقیر کی حالت ایسی ہو د خاک بیختہ - آب بروریختہ - نہ کفش پا اور دستے - نہ لیشتہ پا راگرد
اگر آپ کو بہی منجملہ اوصاف فقیری کسی صفت مین سے کسیقدر کچھہ بہی حصہ ملا ہوتا تو آپ مین
علاوہ دوسرے امور کے عیب جوئی کی صفت اور سوط اللہ کے ایک لفظ لکہنے کی توفیق
نہوتی۔ کسی پوشیدہ مولوی صاحب نے رسالہ (ارشاد المصدقین) اسم بلامسمٰی مین آیات واحادیث
سے اپنے فضایل بیان فرماتے ہوئے امو تقلید کو اپنے جدید اجتہاد سے توڑنے کی بحث کے
ساتہہ صفحہ (۱۳) مین لکہا ہے کہ "لباس فقیری کو دینیات سے کوئی علاقہ نہین" مولوی صاحب نے
کوئی دوسرا لفظ نہ ملنے سے مجبوراً خود اونہون نے (لباس فقیری) لکہا ہے۔ ایسی صورت مین
خود اونہین کے قول سے معقولی طور پر فقیر کا کوئی لباس مخصوص ہونا ثابت ہوتا ہے۔
اس لحاظ سے اگر فقیر کو دینیات سے کچھہ تعلق ہے تو اوسکے لباس مخصوص کو بہی دینیات سے
ضرور تعلق ہونا چاہیے کیونکہ آپ ہی کے قول سے فقیری اور اوسکا لباس آپسمین لازم و
ملزوم ہونا ثابت ہوتا ہے اور ترک دنیا و فقیری کو (ترک لباس کرنا) یہی کہتے ہین پس
لباس سابق ہی مین رہ کر ترک لباس کیا کہنا صحیح ہوگا یا غلط صاف ظاہر ہے - اور
دنیا کا بہی اسیطرح رواج ہے کہ کوئی شخص باقاعدہ فوج مین ملازم ہونا چاہے تو تا وقتیکہ وہ
اوس علاقہ کا ڈریس نہ پہنے ملازمت مین داخل نہین ہو سکتا اگر وہ یہہ کہے کہ (ڈریس کو
نوکری و ملازمت سے کوئی علاقہ نہین ہے) مین اپنے ہی لباس مین رہکر کل فوج سے
زیادہ مستعدی و جفاکشی سے نوکری کیا کرون گا۔ یہہ قول مقبول ہوگا یا مردود ظاہر ہے

اور غور کرو تو دراصل فقرا لباس فقیری مین سراپا نور اور خضر صورت نظر آتے ہین اس لباس مین
قدرتاً وہ اثر رکہا گیا ہے کہ اگر دشمن سنگدل بہی فقیر کو لباس فقیری مین دیکہے تو سرنگون ہوجاتے
اور اس لباس والون کی وقعت شاہون سے زیادہ دلپذیر موثر ہوتی ہے - اور اوسمین یہ بہی
اثر ہے کہ اوس لباس مین رہکر کوئی فقیر گناہ کبائر مین مبتلا نہو گا - جو فقرا و علماء لباس فقیری کو
ناپسند و موجب ننگ و عار جان کر اوسکو ترک کرکے دوسرون سے کرانیکی کوشش کرتے ہین
اونکو باطن فقیری کے اوصاف کیسے حاصل ہون گے - حضرات مذکور لباس فقیری مین کوئی عیوب
و نقصانات بہی ظاہر نہین کرسکتے اگر اوسمین رتی برابر کوئی برائی اون کو ملجاتی تو اوسکو
ہاتی برابر کرکر تبلاتے - بلکہ تہوڑے سے غور کرنے پر اوسمین ہزارہا خوبیان اور اوس کے ترک مین
اوس سے زیادہ نقصان نظر آتے ہین - خداتعالے فقرا کی نسبت (۳) جز (۵) رکوع مین ارشاد
فرماتا ہے - لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ
ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ
لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا -

(ترجمہ)

خیرات واسطے اون فقیرون کے ہے جو بند کئے گئے ہین اللہ کی راہ مین چل نہین سکتے ہیں زمین مین
جانتا ہے اون کو جاہل دولتمند بے سوالی سے پہچانتا ہے تو اون کو ساتھہ چہرہ اونکے کے
نہین مانگتے لوگون سے لپٹ کر -

آیت صدر مین فقرا کو خیرات دینے کا ارشاد ہوتے ہوئے خدا کی راہ مین اونکا ایک سو ہوجانا
عزلت از خلق اختیار کرنی سوال نہ کرنا ذکر ہوکر وہ چہرہ سے پہچانے جائینگے ارشاد ہوا ہے
فقیری لیئے ترک دنیا فرائض ولایت مین سے ہے اور اس ارشاد کے لحاظ سے فقیر کو
سر پر فقیری پگڑی رکہنا حکم خدا سے ثابت ہوتا ہے اسلئے کہ جسکے سر پر فقیری پگڑی ہوگی

اونکا چہرہ دیکہتے ہی بموجب آیت مبارک اجنبی شخص بہی فقیر ہونا پہچان لیگا بخلاف اسکے جس فقیر کے سر پر فقیری پگڑی نہو اون کا چہرہ دیکہہ کر فقیر ہونا ہرگز پہچانا نہین جائیگا۔ اسموقع مین لباس فقیری ترک کرنے اور کرانے والے حضرات فرماینگے کہ "اس حکم مین لباس کی صراحت و خصوصیت نہین ہے بلکہ چہرہ پیشانیان نورانی رہنگے ارشاد ہے" اسکی بنسبت عرض ہے کہ کسی جماعت مین چند فقرا و چند اہل کسب ملے ہوئے سب کے سب عابد زاہد ذاکر شاغل نورانی پیشانیان و چہرہ والے سب لباس کسب مین ہون تو کوئی ناواقف شخص دیکہکر چہرہ سے فقرا و اہل کسب مین امتیاز ہرگز نہ کر سکیگا بخلاف اسکے کسی جماعت مین نورانی چہرہ والے اہل کسب اپنے لباس فاخرہ مین اور فقرا لباس فقیری مین نہایت خستہ و شکستہ حال ہون تو باوجود اسکے دیکہنے والا فقرا کو بوجہہ لباس فقیری پہچان لیگا اور اہل کسب کو نورانی چہرہ ہونے پر بہی بوجہہ لباس اہل کسب جان لیگا اور حدیث شریف مین ہے کہ (مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ) جس کسی نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اوسیمین کا سمجہا جاے گا۔ کسی شخص کو مجلس غم مین شریک ہونیسے کچہہ اثر نہو اور رونا نہ آئے تو رونے کی صورت ضرور بنانی چاہئے چونکہ مجلس غم مین تبسم کنان شامل رہنا درست نہین ہے۔ ایسطرح کوئی شخص فقرا مین شامل ہو اور اوسکو اوصاف فقیری حاصل نہوون تو فقیر کی صورت ضرور بنانی چاہئے۔ صورت ہی سے سیرت کا پتہ چلا کرتا ہے۔ پس فقرا عالی و قار کو چاہئے کہ آپسمین اتفاق کر کے سب حضرات لباس فقیری اختیار فرمائین اور جو اسکو ترک کرین اون سے فقیری مراسم ترک رکہین۔

مولوی صاحب راقم (ارشاد المصدقین) نے صفحہ (۹) مین وقفہ کو سنت کہکر بزرگون کی تقلید کو دیہی و نامعقول قیاس سے ثابت کرتے ہوئے یہہ لکہا ہے کہ "بظاہر یہہ ہوا ہوگا کہ اون کے وقفہ خفیفہ کو حاضرین نے نہین سمجہا یا یہہ ہوا ہوگا کہ شاید کسی کو حضرت میران علیہ السلام کے فرمان تصحیحی سے

اطلاع نہونے کی وجہہ سے اونہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کیموافق عمل کیا ہوگا مگر یہہ تو نہین
ہوسکتا کہ ہمارے باپ دادا کے نکرنے سے اصل فعل مسنون بدعت بنجاے معاذ اللہ "

اس تحریر سے مہدی علیہ السلام کے ارشاد کیموافق علماء ظاہری کا پورا اثر نمایان ہورہا ہے - اپنے
قیاس سے یہہ کہاجارہا ہے کہ " بزرگون کے وقفہ خفیفہ [illegible] نہین سمجہا ہوگا " کیسا
مہمل اور لغو قیاس کیا گیا ہے جب وقفہ خفیفہ ایسا کیا گیا ہو کہ صدہا سال سے نمازی و مصلی بہی اسکو وقفہ
نہین سمجہا ہو تو وہ وقفہ ہی کب ہوا آپ ہی اوسی طرح وقفہ خفیفہ کرتے رہتے تو نماز بغیر فاتحہ پڑہنا ہوتا
نہ موجودہ زمانہ کے حضرات ہی اوسکو سمجہتے نہ اعتراض و بحث کی نوبت آتی نہ غیر مقلدی کا الزام
لگایا جاتا - دوسرا قیاس "میران علیہ السلام کے فرمان تصحیح کی بزرگون کو اطلاع ہوکر امام اعظم
کے مذہب پر عمل کیا ہو" یہہ بہی مہدوی کا قیاس نہین ہوسکتا کہ بزرگون کو میران علیہ السلام کے
فرمان تصحیح کی اطلاع نہوئی ہو اور نماز مین بزرگون نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کیموافق
سورہ فاتحہ پڑہا ہو - اچہے لایق پیدا ہوئے صحابہ تابعین تبع تابعین بزرگان سلف کو مہدی علیہ السلام
کے فرمان کی تصحیح نہین ہوئی اور اب مولوی زمان خان - مولوی عباس علی خان وغیرہ کے لایق
شاگردون کو - نماز جمعہ - دوگانہ عیدین - وقفہ - عدم تسویت وغیرہ امور کی تصحیح ہوگئی - نہین معلوم
آیندہ ان کے حصہ اور تحقیق مین اور کیا کیا تصحیح ہونے والی ہے - پناہ بخدا -
خدا تعالی اپنے فضل و کرم اور خاتمین علیہما السلام کے طفیل سے مصدقین کو غیر مقلدین کے اثر سے
بچاکر اپنے امن و امان مین رکہے آمین -
ان نامعقول قیاسات کے اظہار کے بعد ترک تقلید اور بزرگون پر حملہ کرنے کی جرأت نے
مولوی صاحب سے قیاسات مذکور کے ساتہہ یہہ بہی لکہوادیا کہ " مگر یہہ تو نہین ہوسکتا کہ ہمارے
باپ دادا کے نہ کرنے سے اصل فعل مسنون بدعت بنجاے معاذ اللہ " یہ یقین کے ساتہہ

بلاشک یہہ کہتا ہونگہ باپ دادا و بزرگان سلف کا کیا ہوا فعل بیشک خلاف مسنون وعین
بدعت ہے ہم نہایت صدق دل و ثبوت کے ساتہہ یہہ کہتے ہین کہ "آپ کے بزرگان سلف پورے
محقق اعلیٰ مراتب والے خدا بین عامل سنت تہے" خود اس واقعہ سے امتیاز حق و باطل کا معقولی
طور پر بخوبی ثبوت مل سکتا ہے یعنے ہم آپ کے بزرگون کے سچے و اچہی فضایل بیان کرین اور آپ
اونپر بڑے کڑے الزامات لگائین۔ ناخلف اولاد کے ہونے سے ناہونا بہلا۔ آپ کی پیدایش کے
وقت آپ کے باپ دادا نے نہایت خوشی منائی مبارک بادی ہوگی۔ اگر اونہین پہلے ہی سے یہہ معلوم
ہوتا کہ یہہ علم ظاہری کی تعلیم پاکر اپنے پر ہی ہات صاف کرینگے اور بڑے الزامات لگائینگے تو وہ
اوسیوقت بجائے خوشی کے غم کرتے اور بہ ہزار کوشش آپ کو امّی رکہتے۔ اگر مولوی صاحب کے
قول کے موافق نماز مین وقفہ کرنا سنت ہوتا تو فقہ کی اون تمام کتب مین جہان نماز کی سنتون کی
تفصیل لکہی ہے ضرور اون کے ساتہہ وقفہ بہی لکہا رہتا لیکن دیدہ نہ شنیدہ۔ اور نماز مین سورہ
فاتحہ کے ساتہہ دوسرے سورے کا ضم کرنا یعنے ملانا واجب ہے۔ نماز کی ادائی واجب مین سہواً تاخیر
ہو تو اوسپر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ ادائی سجدۂ سہو سے نماز ہوجاتی ہے۔ اب قابل غور
یہہ امر ہے کہ عمداً تاخیر واجب کرکے سجدۂ سہو نکرین تو نماز کیسے صحیح ہوگی۔ جب تقلید بزرگان وقفہ
نہ کرنے سے نماز مین کوئی نقص پیدا نہین ہوتا اور وقفہ نہ کرنے والون پر وقفہ کرنے والے
فی الحال کوئی الزام نہین لگاتے ہین اور اون کی اقتدا بہی کرلیتے ہین اور وقفہ نہ کرنے والے
وقفہ کرنے والون کی اقتدا نہین کرتے ایسی صورت مین ایک تو ایجاد فعل کیلئے نماز کو
جو افضل العبادات و معراج مومن ہے عمداً ناقص کرلینے کے علاوہ تقلید کو چہوڑنے کا کوہ عظیم کے
مانند الزام اپنے سر لیکر برادری مین مطعون انگشت نما ذلیل و خوار ہونا بڑے علما و فضلا و عقلا نے
کیون پسند فرمایا حیرت ہے۔ صاحب عقل تو ہر فعل کے منافع و نقصانات کا موازنہ کرلیا کرتے ہیں

دین و دنیا کے پر نفع اور نیک نامی کے امور اختیار کرتے ہین۔

(اسکے متعلق اپنی ذات پر گذرا ہوا ایک واقعہ عرض ہے)

گذشتہ ماہ رمضان مین کمترین اپنے ماموں سید ابراہیم صاحب مرحوم کے عرس کی دعوت مین پینجا کمگوڑہ گیا تھا مولوی سید مرتضی صاحب کے والد فقیر روشن میاں صاحب قبلہ کی مسجد کے پاس مغرب کا وقت ہونے سے مسجد مین چلا گیا حاضرین کے اصرار و مجبور کرنے پر نماز مغرب جماعتی پڑھائی بعد فراغ نماز ایک ضعیف خانصاحب نے فرمایا کہ "مجھے آجکی نماز مین بھی شبہ تھا لیکن خدا کے فضل سے اس بڑی جماعت سے ادا ہوئی" مین نے کہا آپ کا یہہ ارشاد سمجھہ مین نہین آیا صراحت فرمائیجائے تو مناسب ہے خانصاحب نے کہا کہ "کل مغرب کے وقت ایک زندہ آگیا تہا اوسکو امامت پر کہڑا کئے وہ سورہ فاتحہ پڑہکے مرض سکتہ مین مبتلا ہو گیا حالت ہی مین نماز کو فوت کرنے والی یہہ بیماری پیدا ہوئی ہے مین نے تہوڑی دیر انتظار کیا آخر ش مجھسے رہا نگیا نماز توڑ کر علیحدہ اکیلا پڑہ لیا۔ بزرگون کی تقلید کو چہوڑ کرنے نئے امور اختیار کئے گئے ہین خدا انکو سمجھے ہماری اتنی عمر ہوئی بچپن سے کیسے کیسے بزرگون کو دیکھتے آئے کسی نے ایسا نہین کیا۔ مین سمجھا شاید تم بھی وقفہ کرنے والو نمین ہین اسلئے مشتبہ ہو کر اخیر مین کہڑا رہا وغیرہ" مین نے کہا مین تقلید کا پابند ہون خدا تعالی اپنے فضل و کرم اور خاتمین علیہما السلام اور بزرگان دین کے طفیل سے آپکو مجھے اور اپنے تمام برادران دینی کو تقلید پر قایم رکھے اور دائمًا امن یہی ہے آمین۔

مولوی صاحب نے صفحہ (۳۹ تا ۴۱) مہدی علیہ السلام و صحابہ رضی اللہ عنہم و بزرگان دین ہمیشہ نماز جمعہ ادا فرمانا بہت زور و شور سے لکھا ہے لیکن بجنسہ کسی دلیل کی نقل نہین کی تاکہ ناظرین اوسکے ملاحظہ سے نتیجہ نکال سکتے ہیں اوسکے متعلق کچھہ عرض ہے۔ اس وقت مبادا

ابتدا از حضرت عالم جیو سید میران صاحب مرحوم نے نماز جمعہ پڑھنی شروع کی اور حضرت بندگیمیان
سید ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ نے خطبہ کی جو تشریح و تسمیہ قائم ہے اسکا اہتمام فرمایا تاہم لیکن حضرت
شہید سید شمیا نصاحب مغفور نے ایسا ہی جمعہ عیدین بالالتزام انہوں نے کر اول جا کر یہ عمل
جاری رکھا اون کے بعد جمعہ و عیدین کیا لیکن حضرت شہید نے اپنا عمل رکھا
لیکن حضرت موصوف یا اون کے بعد کسی صاحب نے عام طور پر اسکی اجرائی کی کوشش کی
اور نہ اسکے تارکین کو برائی سے منسوب کیا اور نہ اہل قدیم کو اون کے اس عمل سے کوئی
سروکار رہا اور نہ کوئی مضر نتائج ظہور پذیر ہوئے لیکن ابتدا ۱۳۰۹ھ سے ابتدا میں نہیں معلوم
کسی تجسس تاریخین یا کس نتیجہ سے بڑی جماعت کے ساتھ نماز جمعہ شروع کیگئی بس اوسی روز سے
اس گروہ مبارک میں آپسمین مخالفت جھگڑے شروع ہو گئے اور اقسام کے مضر نتائج
ظہور پانے لگے مخالفین کو خدا بین بزرگان سلف بہت دور تک جہلا کا حکم لگانے
اور جمعہ و عیدین پڑھنا شروع کرنے والوں کو قدیم جہلا تقلید سے باز آنے وغیرہ الزامات
لگانے کا موقع ملا جمعہ و عیدین خلاف تقلید بزرگان پڑھنے مین بالفرض بہت بڑا نفع ہو
تب بہی مذکورہ نقصان و برائی اوسپر غالب ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو اقتباس اخبار
جریدہ روزگار مورخہ ۲۴ شوال ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۲۱ مے ۱۸۹۲ء صفحہ (۳)

(حیدرآباد کے مہدویوں پر علم کا اثر)

ناظرین کو مژدہ ہو کہ عید الفطر کی نماز علاقہ حیدرآباد میں مہدوی لوگوں کی دو مسجدوں مین
جو آجتک کبہی نہین ہوئی تہی پڑہی گئی۔ ایک چنچلگوڑہ مین مولوی سید نصرت صاحب کی
مسجد مین بڑے ہی تزک و شان سے ہزار آٹھ سو کی جماعت اکہٹی تہی۔ اور جناب محمد منور خان صاحب

صدر مجالس سرکار عالی نے ایک عمدہ شالیہ تخمیناً دو سو روپیہ کا مولوی صاحب کی نذر فرمایا
فی زماننا فرقہ مذکور کے علمائے دین مین نازک خیال معقول و مہذب جو حق و باطل مین تمیز کرتے ہین
وہ مولوی سید نصرت صاحب و محمد منور خان صاحب ہی ہین جنکی سعی کی بدولت جمعہ و اعیاد
قایم ہوئے اور جس سے بڑی جماعت راہ راست پر آگئی۔ گو اس قوم کے لوگو نمین لاعلمی کی
وجہ سے نماز جمعہ و عید مطلق نہین پڑہی جاتی تہی۔ لیکن وے علم کی بدولت قدیمانہ جہل سے
باز آگئے اب چند ہی لوگ باقی ہون گے جو اپنی پرانی لکیر پر اڑے رہکر سچے دیندار ہونیکے
خلاف تقلید کی پابندی مین مبتلا ہین یقین ہے کہ تہوڑے عرصہ مین یہہ مخالفت دور ہو جائیگی
ان حضرات کی خدمت مین ہماری یہہ عرض ہے کہ جناب مذہب ابوی نہین ہے نبوی ہے
جس وقت جو بات سچی دینداری کی سمجہہ مین آجائے ضرور قبول کر لینا چاہئے۔ نہ پرانے نہ سمجہہ
لوگون کی تقلید مین پہنسے رہین۔ اگر ان بڑہ لوگون نے بے سمجہی سے نماز جمعہ و اعیاد کے
ترک کرنے پر اپنا عمل رکہا تہا تو کیا آپ لوگون کو بہی یہی تقلید ضرور ہے ہرگز نہین
ہم جناب بار مین دعا کرتے ہین کہ ان لوگون کو بہی راہ راست پر لادے بحکم ہدایت
من یشاء باقی آیندہ۔

از اخبار مذکور مورخہ غرہ ذیقعدہ ۱۳۰۹ھ صفحہ (۷)

"قوم مہدویہ کے چند نوجوانون نے اوستاد الاساتذہ جناب مولانا مولوی محمد عباس علیخان صاحب کی
شاگردی اختیار کی اور جناب ممدوح کی عمدہ تعلیم سے ان کے حق مین مفید اثر پیدا کیا۔ دینداری
و راست بازی اسکو کہتے ہین کہ باوجودیکہ سابقاً مولوی سید نصرت صاحب جمعہ کے عدم
جواز پر بہدوہی سے دلایل کے ساتہہ مصروف ہوئے تہے اسکی حق بات پر واقف ہوتے ہی ایسے

پچھلے تحریرات کو یک لخت کالعدم فرمادیا اور اوسکا کچھہ بھی پاس نکیا واضح ہو کہ یہہ سب علم حاصل کرنے کا نیک نتیجہ ہے۔ باقی آیندہ۔

کیون مولوی صاحب آپ نے تو کل بزرگان سلف نماز جمعہ و عیدین پڑہنا ثابت کرنے کی بہت بحث اور کوشش کی ہے لیکن مخالف مذہب نے اونکا نہ پڑہنا ثابت کیا ہے غیرت والون کیلئے یہی ایک تحریر واجبی جملہ نماز جمعہ و عیدین ترک کرنے کیلئے کافی سے بہت زیادہ ہے۔

حضرت حقیقی سید عیسیٰ عرف عالم میان صاحب مرحوم و مغفور نے غنی خان صاحب کے نام موسومہ رقعہ مین یہہ تحریر فرمایا ہے کہ "مخفی مبادجیسا نبی علیہ السلام کی مخالفت یقینی کفر ہے فرمان سے قرآن شریف کے اتباع غیر سبیل المومنین یقینی کفر ہے۔ نماز جمعہ جو یہان کے لوگ شروع کئے ہین الحق خلاف گروہ حضرت میران علیہ السلام ہے حضرت بندگیمیان سید قاسم مجتہد گروہ رحمتہ اللہ علیہ اور بندگیمیان سید نصرت رحمتہ اللہ علیہ اور اون کے ہمعصر بزرگان سے کوئی نماز جمعہ اپنے مساجد مین نہین پڑہے یہہ لوگ جو پڑہتے ہین مخالف سبیل المومنین ہین جنکا حکم سابق گذر چکا"

اور شیخ احمد صاحب و منور خانصاحب و حسین خان صاحب مرحوم کے نام حضرت موصوف نے یہہ تحریر فرمایا ہے "درینولا سنا گیا کہ تم جمعہ و عیدین کی اجرائی مین نہایت ساعی ہین یہہ امر خلاف تقلید میران علیہ السلام ہے چونکہ از زمان صحابہ رضی اللہ عنہ تا الآن کسی طبقہ مین یہہ فعل جاری نہین ہوا اور اپنی مسجدون مین کوئی بزرگ بھی جمعہ و عیدین ادا نہین کئے بزرگون کی تقلید کا خلاف کرنا غیر مستحسن نہایت نازیبا ہے چونکہ بزرگان پیشین سے کوئی فعل مستحب کا ترک نہین ہوا تو پہر جمعہ و عیدین کیونکر ترک کرتے مگر بسبب عدم شرائط جمعہ و عیدین کے اس گروہ مین اجرائی نہین ہوئی چنانچہ منہاج التقویم مین میان عالم باللہ رحمتہ اللہ علیہ

نقل فرماتے ہین کہ شرائط جمعہ دوسو برس آگے سے فوت ہین اور بندگمیان سید قاسم
مجتہد گروہ قدس سرہٗ فرماتے ہین کہ نماز جمعہ حکم نماز ندارد۔ اب ہمکو لازم ہے کہ خلاف
تقلید بزرگان کہ جسمین دین کی ہتک و ذلت متصور ہو رہی ہے ہرچند نکرین بلکہ اپنے
مرشدون کو اسخیال سے بہیر دیوین اور حتی الامکان دین مہدی کی تائید کرین تاکہ

کہ حضرت کیسے صاف بیان ہے مستقیم نے ظاہر راستہ بتادئے اور بتادئے ہین بموجب
ارشاد مبارک لباس تقوی پہنکے عزلت [illegible] کی تیار ہو [illegible] ہوئے حضرت
اندرون کی [illegible] سے [illegible] بالکل جدا [illegible] کو عشر
تقسیم کرتے ہوئے تحت صا [illegible] کے ساتھ نہایت تیز رفتار [illegible] کے
ہوائی جہاز مین سوار ہو کر [illegible] راہ دو [illegible] چلا جاوتو
سالہائے سال مین حاصل ہونیکے مقامات و مراتب سا عتون [illegible] مین
حاصل ہونیکا یقین کامل ہے اور تمام حضرات ہر روز پانچون نمازونمین [illegible]
جناب باری مین یہہ عرض کرتے ہین کہ (اهدنا الصراط المستقیم) چنانچہ ہمکو سیدہا راہ
باوجود آپکے مہدوی اور آل اولاد مہدی علیہ السلام ہونیکے [illegible]
وستمدور ہنا اچہا ہے یا تہا اور ایسی حالت مین اپنی قوم وغیرہ اقوام کی نظرمین ذلیل
وخوار رہینگے یا نہین خود غور فرما سکتے ہین ہر مذہب وملت وفرقہ کا شخص اوسیوقت تک
باوقعت سمجہا اور دیکہا جاتا ہے جبتک کہ وہ اپنے مذہب کے اصول وآئین پر پورا
پابند ومتحمل رہے جس کسی نے اپنے مذہب کے اصول وآئین کو چہوڑا وہ سب کی
نظرون مین ذلیل وخوار وبے اعتبار ہوا اسموقع مین ایک مثال قابل غور خیال
کیجاتی ہے وہ یہہ کہ ”ایک مولوی صاحب نے عورتون کو طلاق دینے والونپر
الزام رکہکر عقد کے مدتون بعد ناگفتہ بہ وجوہات اور نہین معلوم کن مصلحتون کی
بنا پر اپنی بیوی کو طلاق دیدی یہہ فعل اونہین کے قول سابق کے مخالف اور اپنا
جنس وبرادری کے خلاف عادت وناپسندیدہ متصور اور مطعون ہونے پر
اپنی بات رکہنے کیلئے یہہ فرمایا ”کہ قرآن شریف مین [illegible] سورۃ الطلاق نازل ہوا

اسلیئے ہر مسلمان پر اپنی عورت کو طلاق دینا فرض ہے جو اپنی عورت کو طلاق نہین دیتے وہ اوسکا خلاف کرتے ہین ہم تو قرآن پر عمل کرنے والے حق ہو وحق پسند ہین جسوقت ہمکو حق کی تحقیق ہو جاتی ہے اوسیوقت اختیار حق کرتے ہین - اگر ہمارے باپ دادا یا کبھی پشت مین کسی نے اپنی عورتونکو طلاق نہ دیا ہو تو ہمپر اون کی پیروی لازمی نہین کیونکہ ہمارا دین آبائی نہین ہے - مولویصاحب موصوف کے مانند جو حضرات اپنی عورتون سے تنگ وبیزار تھے وہ فوراً مولوی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی عورتون کو طلاق دیکر مولوی صاحب کے شریک ہوکر اپنے فعل کی تائید مین دلائل تلاش کرکے فریق ثانی کے ساتھہ مقابلہ کو تیار ہوگئے اور عورتون کو طلاق نہ دینے والون پر کفر کے احکام لگانے لگے اور اپنی جماعت کو ترقی دینے کی کوشش پر آمادہ ہوگئے اسلیئے بہت سے نادان بیچارے بھی جو اپنی عورتون سے ناراض نہین مولوی صاحب اور اون کے شرکائ کے دام مین آگئے اور اونہون نے یہہ خیال کیا کہ مولوی صاحب حق فرماتے ہین جب قرآن شریف مین طلاق کے متعلق ایک سورہ نازل ہوا ہے تو یقیناً اپنی عورتون کو طلاق دینا فرض ہوگا طلاق دیکر ہلوٹلو نکلین کہا یا کرینگے اور دوسری ضرورتین بھی کہین رفع کر لیا کرینگے لیکن کہین طلاق دینے کا فرض ترک نہو اور مولوی صاحب کا ساتھہ نہ چھوٹے -

دوسرے حضرات جو اپنی نیک بیویون سے خوش وخرم راحت وآرام ونیک نامی سے زندگی بسر کرتے تھے مولوی صاحب اور اون کے ساتھیون کے حالات وحملون کو دیکھہ کر چلانے لگے کہ "آپ کا یہہ قول وفعل صحیح نہین ہے اگرچیکہ قرآن شریف مین سورۂ طلاق نازل ہوا ہے اوس سے ہمکو انکار نہین لیکن سورہ طلاق نازل ہونے سے

ہر مسلمان پر اپنی عورت کو طلاق دینا فرض نہین ہے۔ بلکہ قرآن شریف مین (۱۴۱) سورتین نازل ہوئی ہین اون کے نام کہ لحاظ سے اپنی مصلحت و منشا کیموافق بلا تقلید کوئی امر پیدا کر لیکر اوسپر عمل کر لینا ہر ایک مولوی کا کام نہین ہے علما ظاہری ہی بغیر رہبر کامل و تقلید کے منزل مقصود کو نہین پہونچتے۔ چنانچہ رہبر کامل کسی مسافر کو راہ راست پر ٹہرا کر کے بتلا اور جتلا دے کہ سیدھے اس راستے سے چلا جاؤ تو جلد اپنی منزل مقصود کو پہونچ جاؤگے۔ وہ مسافر چند قدم چلکر یہہ خیال کر لے کہ خدا تعالے نے ہمکو عقل۔ آنکھہ۔ ہاتھہ۔ پیر۔ سب کچھہ عنایت فرمایا ہے پہر کیا وجہہ ہے کہ ہم انکو کام مین نہ لائین اور اوسکی ہدایت پر عمل کرینگی کیا ضرورت ہے اور کیا ضرورت ہے کہ بے لطف ہی ایک ہی راستہ چلا جائین اس گرد آلود قدیم راستہ کو چہوڑ دو دائین بائین چلو دیکہو اقسام کے باغ اور چمن لگے ہین مرغزار دنیا مین سیر کرتے میوے اڑاتے لطف اٹہاتے چلینگے۔ اور اپنی عقل اور آنکہون اور پاؤن کے ذریعہ سے خود راستہ نکال کر آخر منزل مقصود کو پہونچ ہی جائینگے غور کرو تو ایسے خیال و عمل والے زندگی بہر منزل مقصود کو نہین پہونچینگے باغ دنیا مین مزے اڑاتے رہینگے جس منزل مقصود کو جانے کیلئے اپنے مقام سے نکلے تہے وہ بہت دور رہجائیگی اور اوسی غفلت و میوہ خوری اور جنگل کی سیر مین دن ڈوب جائیگا جب سونے کا وقت آپہونچیگا خود بخود آنکہین بند ہوجائینگی اوسوقت اوس جنگل کے درندے اپنا لقمہ بنالینگے۔ پہر آنکہہ کہلیگی اور رہبر کامل کی ہدایت اوسوقت یاد آئیگی اور قدر ہوگی بہت پچہتائینگے لیکن اوسوقت بجز افسوس کے کچہہ حاصل نہوگا۔ سیدہی ایک راہ اختیار کرنے کیلئے خدا تعالی (۸) جزو (۶) رکوع مین

ارشاد فرماتا ہے (وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(ترجمہ) اور کہا یہہ راہ ہے میری سیدہی سو اسپر چلو اور مت چلو کئی راہین پہر تمکو مٹا دینگے اسکی راہ سے یہہ کہہ دیا ہے تمکو شاید بچتے رہو۔

(مدارک مین ہے) کہ حضرت نے ایک خط سیدہا کہنچا اور فرمایا یہہ راہ ہے سیدہی اسپر چلو پہر اس خط کے ہر طرف چہہ چہہ خط کج کہینچے اور فرمایا اور راہین ہین ہر راہ مین شیطان طرف اپنے کہینچتا ہے اس سے بچو اور یہہ آیت پڑہی پہر چہہ راہو نمین بارہ راہین ہوئین تو بہتر فرقہ ہوئے۔ حد شرع سے نہ نکل جانیکی نسبت خدا تعالے جز ۲ رکوع مین ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ - ترجمہ - اور مت نکل جاؤ حد سے تحقیق اللہ دوست نہین رکہتا حد سے نکل جانیوالون کو۔

اس موقع مین قابل غور یہہ امر ہے کہ مہدی علیہ السلام کے حضور سے طبقہ گذشتہ تک اس گروہ مبارک کے بزرگان دین بلکہ کل افراد قوم تقلید کے سخت پابند اور طلب خدا و زہد و تقوی کے بیحد حریص رہے ہین تقلید مین کوئی مستحب فعل پایا تو اوسکو فرض کی وقعت و عزت سے ادا کئے اور مکروہ افعال سے مانند حرام بچتے رہے ہین۔ چنانچہ حضرت کے حضور سے دوگانہ تحیت الوضو کو اسقدر پابندی و شوق و رغبت سے ادا کرتے ہین کہ دوسرے فریق نماز فرائض کو اتنی رغبت سے ادا نہ کرتے ہون گے۔ حالانکہ دوگانہ مذکور فرض ہے نہ سنت ہر مہدوی کے دلمین دوگانہ شب قدر کی عظمت حد بیان سے خارج ہے۔ بہرہ عام نماز ادائی کسی نے ترک نہ کی۔ تسبیح و سلام و برادری کے راہ و رسم وغیرہ حاصل یہہ کہ کل امور تقلید ہر خاندان مین بلا اختلاف جاری ہین ایسی صورت مین نماز جمعہ بلا شرط فرض معین

اور مہدی علیہ السلام و بزرگان سلف نے ادا فرمائی ہوتی تو یقیناً کل دنیا کے مہدویوں سے
مدت العمر ایک جمعہ کی نماز بہی ترک نہوتی اس لحاظ سے نماز جمعہ پڑہنے والے حضرات کا یہہ قول
کہ "نماز جمعہ بلا شرط فرض ہے - اور بزرگون نے ادا فرمایا ہے"
مولوی صاحب میرے خیال مین جمعہ پڑہنے والے حضرات کی نظرون مین بہی
ضرور ہون گے اسلئے کہ جب آپ اپنے بزرگان کامل کے سلسلۂ تقلید سے روگردانی کی ہے تو انکو
کب یہہ اطمینان ہوسکیگا کہ اسپر بہی قایم رہ کر ہماری رفاقت دینگے اور علاوہ اسکے آ
تحریرات پر بہی برا اثر ڈال رہی ہے اسی لحاظ سے قدیم مثل مشہور ہے (نادان دوست
دانا دشمن اچہا) اگرچہ کہ جمعہ پڑہنے والے حضرات نہ پڑہنے والون کو دشمن سمجہتے ہون گے لیکن
غور کرو تو اس فعل مین جو اون کے شریک ہوگئے ہین اگرچہ کہ بظاہر یہہ اون کے دوست
سمجہے جاتے ہین لیکن در اصل یہہ نادان دوست ہین اور جو ان کے مانع ہین انکا مانع ہونا
اصولاً و معناً خیر خواہی و ہمدردی پر مبنی ہے لہذا ان کو دشمن بہی سمجہتے ہون تو دانا دشمن
سمجہنا چاہئے - نماز جمعہ مشروطی فرض ہونے - اور مہدی علیہ السلام کے زمانہ سے دو سو سال قبل شرطین
مفقود ہونے - اور بلا وجودِ شرایط نماز جمعہ ادا کرنے مین نماز ظہر جو بلا شرایط فرض قطعی ہے وہ
قصداً و عمداً ترک کرنے کا مواخذہ اپنے سر لینے - اور جمعہ و ظہر دونون پڑہنے کی صورتمین دونو
نہونے اور مہدی علیہ السلام و صحابہؓ و تابعین و تبع تابعین اور ابتک کل بزرگان سلف جمعہ
عیدین ادا نہ فرمانے کے متعلق تفصیل کے ساتہہ حضرات قوم کی خدمات مین دلائل پیش کرنیکا
قصد تہا لیکن اسکے بعد مین نے (توضیح الفقہ فی بحث ادا الجمعہ) مولفہ جناب فقیر سید نجم الدین
عرف اللہ بخش میان صاحب مرحوم سکندر آبادی دیکہا رسالہ مذکور امور مذکورہ کی نسبت لاجواب
مرتب ہوا ہے میرے اس معروضہ کا ثبوت یہہ ہے کہ اسکو طبع ہوکر سولہ سال ہوچکے

باوجود اسکے ابتک اوسکا جواب نہین نکلا - ایسی صورتمین اور دلایل کی تلاش میرے خیال مین تحصیل
حاصل ہے - انصافاً غور کرنے والون کیلئے یہی زیادہ ہین اور نہ ماننے والون کیلئے جسقدر دلایل
جمع کرو بیکار و لاحاصل ہون گے - لہذا نہایت ادب سے عرض ہے کہ برائے خدا و رائکم بنظر انصاف غور
فرمایا جاکر حسب تقلید احکام بزرگان سلف نماز جمعہ ترک ٹھہرا فرمایا جاکہ خدا بین بزرگان سلف کی نسبت
راقم اخبار مذکور نے جہلا کا اور آپ پر غیر مقلدی کا جو حکم لگایا ہے وہ اٹھا دیا جائے اور قوم مین جو نااتفاقی
و مخالفت پھیلی ہوئی ہے اسکو نیست و نابود کردیا جائے - اگر کمترین آپ حضرات مبارک کے خیال مین کچھ
عرض کرنیکی قابلیت نہ رکہتا ہو اور مولف صاحب (توضیح الفقہ) سے کچھہ رنج و ملال ہو تو امور
مذکورہ نفس معاملہ پر غور اور حق پر عمل کرنیکے مانع نہین ہین چونکہ نیک مشورہ کسی سے ہو قابل قبول ہونا
چاہئے اور دوست کے مضر مشورہ سے پرہیز کرنا عقل و عاقل کا کام ہے - چنانچہ دوستون متقین مجتہدین کے
خلاف تقلید نو ایجاد مضر دین امور کو اسطرح خیال کرنا چاہئے جیسے سونے کے پیالہ مین زہر بھرا ہوا اور
فریق ثانی کی مفید تحریک کو ایسی خیال کرنی چاہئے جیسے مٹی کے پیالہ مین (آب حیات) ایس سونیکی
محبت و مرغوبیت سے زہر کا استعمال کرنا - یا مٹی کے پیالہ کی نفرت کی وجہہ سے آبحیات سے محروم ہونا
عقل کا کام نہین ہے - اسموقع مین یہہ خیال فرمایا جائیگا کہ "کسی کام کو اختیار کرکے چھوڑنا موجب
ذلت ہوگا" اسکی نسبت عرض ہے کہ خیال مذکور صحیح نہوگا کیونکہ بزرگان کامل نے منسوبہ الزامات کو
اٹھانے تقلید کو قایم رکھنے برادری و ہم قوم کے اتحاد و اتفاق کو ترقی دینے کے خیال و نیت سے
اوسکا ترک کرنا (انما الاعمال بالنیات) کے لحاظ سے خدا تعالےٰ اور خاتمین علیہما السلام کے پاس
سرخ روئی و خوشنودی کا موجب ہوکر کل قوم ممنون منت شکرگذار جان نثار ہوجائیگی کیونکہ برادری مین
کسیکو جابرانہ کسی فعل سے روکنے کا حق نہین ہے اور نہ کوئی کسیکا مجبور ہوسکتا ہے ایسی صورتمین
قوم کے اتحادانہ عاجزانہ التماس کو مصلحت و نیک نیتی سے قبول کرنے مین عزت ہے

بلکہ اوسکی ضد مین ضد۔

مولوی صاحب نے صفحہ (۳۸ و ۳۹) مین صاحب ریمارک سے مخاطب ہوکر نامہذب خیال نامعقول حملہ کرتے ہوئے حضرت مہدی علیہ السلام کی نقل مبارک (ہر کہ سیاہی بسیار بیند دل او سیاہ شود) کی توجیہہ جاننے کی نسبت بلا استثناء کسی کے کل مرشدان حال پر طعن کیا ہے حالانکہ تا قیامت گروہ مبارک کے مرشدون مین بزرگان کامل غوث قطب ابدال اوتاد رہینگے لیکن آپکو انکی کچھ خبر نہین اور خود جنکے معتقد و مرید ہین اونکو بھی مستثنے نہین کیا گیا اسپر طرہ یہہ ہے کہ خود کو ہمہ دانی کا بڑا دعوی بھی ہے چنانچہ تحریر فرمایا ہے کہ "ہمارے پاس آو قدمبوسی حاصل کرو دست بیعت ملاو تو ہم تمہین تلقین کرکے ہر ایک امر کی ماہیت تمہارے ہی خاندان سے بتلانے کو موجود ہین۔

ہر کہ گردن بدعوی افرازد ۔۔ خویشتن را بہ گردن اندازد
تکبر عزازیل را خوار کرد ۔۔ بزندان لعنت گرفتار کرد

مولوی صاحب نے اس دعوی سے بانگ دہل کیطرح خلوے باطنی کو ثابت کر دیا یعنے فرمان مذکور کی ماہیت حاصل کرنے کیلئے بخلاف فرمان مبارک (دیکھلے علم عربی دیکھتے) کی ضرورت ظاہر کی ہے علم عربی تو بغیر سیاہی دیکھے حاصل نہین ہو سکتا اوسکے حاصل کرنے کیلئے کتب صرف و نحو وغیرہ جو سیاہی سے لکھے ہوتے ہین رات دن سالہائے سال دیکھنا پڑھنا پڑتا ہے جب کہین علم عربی کچھہ حاصل ہوتا ہے اگر اتفاقاً فقرہ مذکور نہ لکھا جاتا تو آپ کے موافقین کو دھوکہ ہوتا کہ آپ معمولی شد بد رکھتے ہین لیکن خدا کیجانب سے اظہار حال ہو کر فقرہ مذکور مشتے نمونہ خروارے کی طرح سب پر برملا کر دیا کہ آپکو دینی معلومات مین بال کے برابر یا دس سنے علم کچھہ بھی نہین ملا ہے۔ اور آپ کے اوستادون کی دانست کا حال بھی کھل گیا کہ اونہون نے فقرہ مذکور کو صحیح جانکر قایم رکھا۔ دوسرا آپ نے قدمبوسی حاصل کرنے اور دست بیعت ملانے کی تمنا بھی پر جوش تمنا ظاہر کی ہے

بہی سے آپکو بیعت لینے اور قدمبوسی کرانیکا شوق گدگدا رہا ہے چہ خوش کئے آمدی و کئے پیر شدی بحالت اہلی یہہ خواہش نفسانی ہے کیونکہ اہلیت حاصل ہونیکے بعد ایسی خواہش باقی نہین رہتی بلکہ اوسوقت قدمبوسی اور بیعت کرنے والون سے کنارہ کش ہونا پسند آتا ہے۔ آپکا اسٹر گمرہی کی حالت مین ہاتھہ مین ہاتھہ اور پیر لینے کی بڑی شرط تفہیم کا دعوی کرنا ہی نادانی کا پورا ثبوت دیرہا ہے۔ دعوی مذکور خالی ہونے کا اسّے بہی پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنے بزرگان کامل کے معتوب رہے اور حال کے پیر و مرشد نے بہی بوجہہ بے اعتباری و کم ظرفی و نا اہلی اعلی نکات نہین بتلائے اور خاص تعلیم نہین دی ہوگی کیونکہ پیر کامل کی حالت مادر مہربان کے مانند ہوتی ہے اسی لئے ایک پیر کے خلفا و مریدین آپسمین پیر بہائی کہلاتے ہین اور مادر مہربان کا طریقہ پرورش اسطرح ہوتا ہے کہ شیرخوارہ لڑکے کو دودہ پلاتی ہے اور جوان طاقتور کو اوسکی اشتہا کے موافق پیٹ بہر لطیف غذائین۔

حاصل یہہ کہ پیر کامل کو مرید کی تعلیم مین بخل و تامّل نہین ہوتا لیکن مرید کے حوصلہ کے موافق ہی تعلیم دیجاتی ہے اور وہی مفید بہی ہوتی ہے ورنہ سبک ظرف و نا اہل کو اعلی تعلیم دینا ایسا ہی مضر ہوگا جیسے شیرخوارہ لڑکے کو پلاو بریانی نان قورمہ خوب سا دینا موجب ہلاکت ہو اور جو نا اہل غیر مقلد۔ سیاہ دل۔ بدظن۔ حاسد عیب جو مفتری خود بین ہو وہ مدت العمر پیر کامل کی صحبت مین رہکر صوم و صلوٰۃ کے ساتہہ تہجد و عیدین پڑہتا ہوا بشوق ریاضت شب بہر اٹہا کیا کرے اور آخرش فاقون سے مر بہی جائے تو ایسے شخص کی محنت برباد گناہ لازم ہونے کے سوا کچہہ حاصل نہوگا۔

پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بد است ؎ تربیت نا اہل را چون گردگان گنبد است

اسمین شک نہین کہ فضائل علم کے متعلق بہت سے آیات و احادیث وارد ہین چنانچہ یہہ آیتین ملاحظہ ہون۔ یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۲۸ جز ۲ رکوع ۔ ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور علم عطا کئے گئے ہین خدا تعالی اون کے درجات بلند کریگا

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔ ۲۲ جز۔ ۱۶ رکوع۔ (ترجمہ) خدا کے بندون سے وہی لوگ خدا سے ڈرتے ہین جو علما ہین ۔

(احادیث بہی ملاحظہ کیلئے ذیل مین نقل کیجاتی ہین)

اطلبوا العلم ولو کان بالصین ۔ علم طلب کرو اگرچہ وہ چین مین ہو ۔

من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سہل اللہ لہ طریق الجنۃ ۔ جو شخص علم کی طلب مین راستہ چلے تو خدا تعالی اوسکے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے ۔

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ۔ ہر مسلمان پر علم کا طلب کرنا فرض ہے ۔

اذا جاء الموت لطالب العلم وھو علی ھذہ الحالۃ مات وھو شہید

طالب علم طلب علم مین مرجائے تو وہ شہید کے برابر ہے ۔

العلماء ورثۃ الانبیاء ۔ علما انبیا کے وارث ہین ۔

مذکورہ آیات واحادیث کے سوا طلب علم کی ہدایت اور علما کے فضائل و مراتب کے اظہار مین بہت سے آیات واحادیث موجود ہین جن سے کل علما واقف ہین اور بعض موقعون مین علما ممبر پر وعظ کے ساتہ عالمونکی فضیلتون کا بیان بہی فرماتے ہین کیونکہ وعظ مین قال اللہ وقال الرسول ہی بیان ہوا کرتا ہے اور بوقت اظہار فضائل علما عالم خدا تعالی کا شکر کرتے ہوے مارے خوشی کے جامہ اور شایہ مین نہین سماتے ہین کہ (خدا تعالی نے ہمکو اپنے فضل وکرم سے بیحد مراتب و فضائل عطا فرمائے ہین اور ہمارے نسبت خدا تعالے اور نبی علیہ السلام نے کیسی کیسی بشارتین دی ہین) غور کیا جاے تو دراصل احکام خدا و رسول سے علم دین کا حاصل کرنا فرض ہے ۔ اور علم دین علم عربی ہی خیال کیا جاتا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی زبان عربی تہی [illegible]

اور احادیث اسی علم مین وارد ہین اماموں نے فقہ کے مسایل کو ہی علم مین مترتب فرمایا ہے ایسی صورت مین علما جسقدر فخر کرین اور خوشی منائین بمقابل فضایل بہت کم ہے۔

جنہین علم حاصل ہے خدا تعالیٰ اونکے درجات بلند فرماتا ہے۔ علما ہی خدا سے ڈرتے ہین۔ اور چین وغیرہ دور و دراز ملکون کو گئے بغیر علم حاصل نہو سکتا ہو تو وہان جا کر حاصل کرنے کا تاکیدی حکم ہے۔ اور ہر مسلمان پر علم کا حاصل کرنا فرض گردانا گیا ہے۔ اور طالب علم طلب علم مین مرجائے تو شہید کے برابر اونکا مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔ اور علما انبیا کے وارث ہین ارشاد ہوا ہے۔ خوشا نصیب اونکے جو حصول علم کیوجہہ بشارات مذکورہ کے اہل و وارث انبیا ثابت ہون۔ الحاصل علم کے فضایل و مراتب کا حساب و اندازہ نہین ہوسکتا بیحد و حساب ہین جو شخص جسکا وارث ہوتا ہے شرعًا اوسکو مورث کے پورے اوصاف حاصل ہوجاتے ہین ایسی صورت مین علما انبیا کے وارث ہوجانیسے انبیا کے اوصاف اون کو حاصل ہونا ثابت ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ و نبی علیہ السلام کے صاف صریح قطعی فرمان اور وعدون کے سچے ہونمین کسیکو ہر گز شبہہ ہو تو وہ کافر ہے۔ الغرض علما اپنی خوش قسمتی پر جتنی خوشی منائین اور فخر کرین کم ہے لیکن اس مسئلہ مین یہہ ایک سخت مشکل ہے کہ اسلامی بہتر فرقون سے ہر ایک فرقہ مین علم عربی پڑہکر عالم فاضل و علامہ وغیرہ مدارج کی باضابطہ سند حاصل کئے ہوئے ہزارہا علما موجود ہین اور اہل اسلام کے علاوہ یہود و نصاریٰ و مشرکین مین بہی علما کو تعلیم دینے کی لیاقت والے صاحب علم و اہل تصانیف ہزارونکی تعداد مین گذر چکے ہین اور اب بہی پائے جاتے ہین چنانچہ۔

(۱) مدرسہ علی گڑہ کے علما کی جماعت کو پڑہانے والے عالم و فاضل یہودی ہین۔

(۲) ابراہیم سرکیس اللبنانی شہر بیروت کے ایک مشہور عیسائی عالم و فاضل ہین جنہون نے (کتاب الدرة الیتیمة فی الامثال القدیمہ) زبان عربی مین تالیف کی ہے جسمین عربی بانکی

مثالین جمع کین ہین یہ سنہ ۱۸۸۱ء مین شہر بیروت مین طبع ہوئی ہے یہان کتب خانہ سرکاری مین موجود ہے -

(۳) عیسائی عالم فاضل (المعلم بطرس البستانی) نے کتاب دائرۃ المعارف تصنیف کی ہے یہ عجیب وغریب کتاب ہے تمام علوم وفنون کی لغت وتاریخ مین قاموس الفنون و العلوم ہے زبان عربی مین ایسی مفصل کتاب آجتک کسی نے نہین لکھی ایک حرف پر ایک جلد لکھی گئی ہے سنہ ۱۸۷۶ء مین طبع ہوئی ہے (۹) جلدین کتب خانہ مذکور مین موجود ہین

(۴) تنزہ العباد فی مدینۃ بغداد (مولفہ المعلم نابولیون ایگاربی عیسائی) سنہ ۱۸۸۶ء مین طبع ہوئی ہے -

(۵) (اقرب الموارد) یہ عربی معتبر لغت ہے جسکو (سعید الخوری الشرتونی اللبنانی) عیسائی نے لکھا ہے سنہ ۱۸۸۹ء مین طبع ہوئی ہے -

(۶) (زائد اللغۃ) مولفہ الاب ہنریکوس لامنس الیسوعی) یہہ عربی زبان کی عمدہ لغت ہے جو سنہ ۱۸۸۹ء مین طبع ہوئی ہے -

(۷) (تاریخ تمدن الاسلامی) مصنفہ جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال عیسائی مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء یہہ کتاب نشو ونمائے اسلام پر عربی زبان مین نہایت عمدہ لکھی گئی ہے -

اور عیسائی علمانے تفسیر فقہ بھی لکھا ہے اور ہزارہا ایسے عالم فاضل صاحب تصانیف موجود ہین اور گذر چکے ہین کہ صرف اون کے نام بتائے جائین تو بجائے خود ایک بڑی کتاب ہوجائے گی اسلئے اسیپر اکتفا کیا گیا - پس قابل غور یہہ امر ہے کہ اہل اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب کے اشخاص جنپر شرعاً کفر قطعی کا حکم صادر ہوتا ہو اور اونہون نے عالم فاضل کی سند حاصل کی ہو یا علم عربی کے انتہائی ادق کتب کے مصنف ہون تو آیا بلحاظ احکام شرعی اون پر

کفر کا حکم قایم ہو گیا یا عالم ہونیکی وجہہ سے بلحاظ آیات واحادیث مذکورہ وہ بلند درجات و شہدا کے مراتب والے اور انبیا کے وارث سمجھے جائینگے۔ دونوں صورتوں میں دین و انصاف کا خلاف ہوگا یعنے علماء یہودی و نصاریٰ و مشرکین کو اعلیٰ مراتب والے اور وارث انبیا سمجھا اور کہا جائے تو موجب کفر ہوگا اور انہیں کافر قطعی مانا جائے تو آیات واحادیث کی صریح مخالفت ہوگی۔ کیونکہ انمیں یہہ شرط و صراحت نہیں ہے کہ فلان مذہب و طریقہ والے علما کو یہہ مراتب حاصل ہونگے۔ اگر یہہ شرط ہوتی بہی تو انصاف کا خلاف ہوتا اسلیے کہ جب علم وجہہ فضیلت ہو تو بلا خصوصیت جو صاحب علم ہو انصافاً وہی اہل فضیلت ہونا چاہیے۔

با ایں ہمہ اکثر عربی دان حضرات نے اپنے آپکو علما مبشر آیات واحادیث یقین کرکے خلاف اصول خودستائی کو شعار بنا رکہا ہے۔

اصل یہہ ہے کہ قرآن شریف۔ احادیث اور مسائل فقہ وغیرہ عربی زبان میں ہونیسے اس علم و علما کی عظمت و بزرگی لاعلموں کے مقابلہ میں اسی حد تک ہوگی کہ کتب سماوی۔ توریت۔ زبور انجیل جو منزل لہ انبیا کی زبانوں میں ہیں ان علوم و علما کا مقابل لاعلمیوں کے جتنا شرف و وقار ہے مذکورہ بحث سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ آیات واحادیث میں جس علم کے حاصل کرنے کی نہایت تاکید و ہدایت ہے اور جس علم و علما کے فضائل بیان کیے گئے ہیں وہ علم دنیا کے کل علوم سے ایسا اشرف ہے جیسے کل مخلوقات میں انسان یہہ بات بدیہی ہے کہ انسان اور کل حیوانات مطلق کے حرکات و سکنات و لہو و باش میں کچہہ فرق نہیں ہے یعنے یہہ اور وہ خواب و خور اکل و شرب تردد و معاش آرام طلبی حفاظت جان۔ خواہش شہوانی۔ ترقی نسل۔ اتباع سردار وغیرہ اوصاف میں من کل الوجوہ برابر ہیں لیکن بخلاف حیوانوں کے انسان میں خدا تعالیٰ کی معرفت اور محبت کا جوہر ہے جسکی وجہہ سے انسان اشرف المخلوقات ہوا ہے۔ پس جسطرح منطق وغیرہ کل علوم دنیائی تعلقات سے

وابستہ ہین اور علم لدنی محض خداتعالی کی ذات کی معرفت سے متعلق ہے اسلئے کل علوم سے علم لدنی اشرف العلوم مسلّم ہوگا۔ اور اسی علم کے حاصل کرنے کی خداتعالی و نبی علیہ السلام نے ہدایت و تاکید فرمائی ہے۔ اور اسی علم کے علما کی بسنبت بشارات مذکورہ و فضائل بیان فرمائے گئے ہین علم کے معنی (جاننے) کے ہین اور بمناسبت معنی خداتعالی کی پہچان کے علم اور اوسکے علما کی خداتعالی و نبی علیہ السلام نے تعریف فرمائی ہے نکہ دنیا و مافیہا سے وابستہ علم کی پس بخوبی ظاہر و ثابت ہوگیا کہ علما علم لدنی ہی بشر آیات و احادیث ہین۔

ہم اس مسئلہ کو نہایت مشکل کہہ آئے ہین لیکن بفضل الہی اب آسانی کے ساتھ ایسی خوبی سے حل ہوگیا کہ کسی قسم کے اعتراض کی گنجایش نہین رہی کیونکہ مقامات و مراتب۔ ناسوت۔ ملکوت۔ جبروت لاہوت۔ طے کرنیکے بعد یعنی علم لدنی حاصل ہوتا ہے۔ جب یہہ علم صرف خاصان خدا کو ہی بڑے بڑے مراتب و مقامات طے ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے تو جتنے آیات و احادیث اس علم کے طلب و طلبا و علما کے مراتب و فضائل مین بیان ہوں کم مین اور بخوبی مناسبت رکھتے ہین اور علم لدنی کے علما کو بلاشبہ وارث انبیا کہہ سکتے ہین اور یہہ علم عربی کے مانند سہل الحصول نہین ہے نہایت مشکل سے بڑے بڑے آفات اٹھانے موت کے قبل مرجانے فنافی اللہ ہوجانے مدتوں پیر کامل کی غلامی کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور یہہ بہت وسیع علم ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اس علم کی طلب و استاد یعنی (پیر کامل) کی تلاش مین خاصان خدا یعنے اسکے طلبا نے مکہ معظمہ چین۔ مدینہ منورہ۔ جیون پور۔ غرجستان وغیرہ وغیرہ مقامات مین ہجرت کی اور گئے ہین۔ علم عربی کو اور اسکو آپسمین مطلق تعلق و مناسبت ہی نہین ہے ان دونوں کے حصول کے بالکل جدا جدا طریقہ ہین اسکے لئے صرف و نحو کے رسالہ اور گردان یاد کرنے مدتوں سیاہی دیکھنے اور اسکی اشاعتین

اتفاق و چندہ جمع کرنے مدارس کہولنے۔ بورڈنگ قایم کرنے کی ضرورت نہین ہوتی۔ اور اسکے علما ممبر پر جلوہ افروز ہوکر فضائل علما کے بیان سے خودستائی نہین کرتے۔ اور ان علما کے پاس مانند علمائے ظاہری کے متاع دنیا۔ مکلف لباس۔ عالیشان محل پر تکلف مساجد۔ اقسام کے نعمت ہائے اکل و شرب۔ باہر خدمتگار۔ اندر ماما ئین نہین ہوتین۔ بلکہ وہ دنیائی آرام و راحت و شان و شوکت و تکلف۔ وضع داری سے بری و کوسون دور رہتے ہین اونکی ظاہری شکستہ و خستہ حالت کو پر تکلف علمائے ظاہری دیکہہ کر اون کے فضائل و مراتب کا احساس نہ کرکے اون کی بیعت کو اپنے مضر شان جان کر بوجہہ ننگ و عار فیض سے محروم رہجاتے ہین اور علما عربی کو علم عربی کے ساتہہ علم لدنی حاصل ہونا ممکن ہی نہین ہے کیونکہ حضرت پیر النعل علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بندہ کو قبل مہدویت جو علم ظاہری تہا فراموش کرایا جاکر اوسوقت علم لدنی روزی ہوا ایسی صورتمین کون سے عالم کا ایسا ظرف ہے اور امید رکہہ سکتا ہے کہ اسکے ساتہہ وہ بہی حاصل ہو یا اسی علم ظاہری کی بدولت خدا تعالی کی معرفت حاصل ہوگی۔ کسی پیر طریقت کو بغیر علم لدنی خدا تعالی کی معرفت اور تقرب و دیدار حاصل نہین ہوگا۔ پس فقرا مین جو علما ہین یا طالب علم ظاہری مین مصروف ہین اون کو نہایت افسوس کرنا چاہئے کہ اپنی محنت شاقہ محض برباد ہی نہین گئی اور ہو رہی ہے بلکہ اپنے حق مین سخت مضر ہوئی اور ہو رہی ہے چنانچہ انصاف نامہ کا سالم باب نہم حضرت میران علیہ السلام علم ظاہری پڑہنے کو منع فرمانے کی نسبت منقول ہے منجملہ اون کے چند نقول بغرض ملاحظہ بجنسہ درج ذیل ہین۔

(۱) **نقلست**۔ کہ پیش حضرت میران علیہ السلام عرض کردند اگر اون باشند چیزے بخوانیم حضرت میران علیہ السلام منع کردہ فرمودند کہ اگر شما پیش از چیزے علم خواندہ بودید این بندہ را ا ہدی کردہ قبول نہ کردید۔

(۲) **نقلست** که از حضرت میران علیه السلام از برادران کسے پرسیدند میرانجیو اگر قضا با وقت قیلوله چیزے بخوانیم میران علیه السلام فرمودند وقت ہم مخوانید بخسپید۔

(۳) **نقلست** ۔حضرت میران علیه السلام فرمودند ہر که امی باشد او را از جانب حق تعالے علم لدنی عطا شود و یا او را جہل امی کنند آنگاه از جانب حق تعالی علم لدنی عطا شود۔

(۴) **نقلست** ۔که حضرت میران علیه السلام فرمودند که بنده را پیش از مہدویت علم ظاہری که بود فراموش گردانید آنگاه علم لدنی روزی گردانید۔

(۵) **نقلست** ۔که حضرت میران علیه السلام فرمودند ہر که امی ہست (است) تختہ دل او صاف ہے ہیچ نوشته است او ہرچه بشنود بر دل او بنشیند۔

(۶) **نقلست** ۔حضرت میران علیه السلام فرمودند ہر که سیاہی بسیار می بیند دل او سیاه می شود۔

(۷) **نقلست** ۔حضرت میران علیه السلام فرمودند کسیکه بسیار بخواند بسیار خواں شود و طلب دنیا کند و کسے که طلب دنیا نمیکند او را عجب بسیار می شود بعده حضرت میران علیه السلام فرمودند آنچه بنده می گوید ہمان بکنید یعنی ذکر چند اینها بے تا بینائی خدا تعالے حاصل می شود اور یہ نقل بھی مشہور ہے کہ حضرت میران علیه السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ "بنده کا آنا اوس وقت ہوا ہے کہ جسوقت مجذوب بمعنی ایمان باقی تہا" حالانکہ حضرت کی تشریف فرمائی و دعوی مہدویت کے وقت ہزارہا علما موجود تہے ۔صحابائے حضرت مہدی علیه السلام نے حضرت سے نہایت آرزو کے ساتھ کچھ علم پڑھنے کی اجازت چاہی تو حضرت نے اوسکی ممانعت کیا ارشاد فرمایا کہ "اگر تم قبل اسکے کچھ علم پڑھے ہوئے ہوتے تو اس بنده کو مہدی کر کے قبول نہ کرتے" اسموقع مین یہہ امر قابل غور ہے کہ مصدق مہدی علیه السلام بعد ترک دنیا

بخلاف فرمان مبارک علم پڑہے تو آیا باثر فرمان خلیفۃ اللہ اونکی تصدیق اور ایمان پر
مضر اثر پڑیگا یا نہین علم کی بدولت علما پر اور علما کی بدولت اون کے متعلقین پر
دینی جو مضر اثر پڑ رہا ہے وہ تفصیل کے ساتہہ بتلایا جائے تو طوالت ہونیکے علاوہ مصلحت کے
خلاف ہے اور اہل قوم اس سے ناواقف ہی نہین ہین علما کی دینداری کا اندازہ کرنے کیلئے
ایک نمونہ بتلایا جاتا ہے یعنے عالم خانصاحب کے نام سید روح اللہ صاحب نے دو ورقی پرچہ موٴرخہ
۱۶ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ جو تحریر و طبع کروایا ہے اوسکے صفحہ (۳) کے آخر اور صفحہ (۴) کے آغاز مین
حضرت میرانعلیہ السلام کی نقل مبارک کی نسبت لکہا ہے کہ (صراحت او سوقت ہوتی کہ نقل اگر
یون ہوتی (کیسکہ علم بسیار بخواند بسیار خراب شود) اب میرا قیاس احسن یہہ ہے کہ اس نقل مین
کاتب سے ضرور غلطی ہوئی ہے نیچے کا نقطہ اوپر لگا دیا (کیسکہ بسیار بخواند بسیار خراب شود)
اب دونون نقول کے معنی صحیح ہو گئے اور اس نقل کی صحت بذریعہ آیت قرآنی بہی واضح ہے
جیسا کہ فرمایا خدا تعالی نے (یَا اَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ) وہ میان کملی والے رات کو اوٹہا کرو)
تحریر مذکور کے راقم فقیر او عالم ہین کیونکہ اونہون نے صفحہ (۱) کی سطر اول مین اپنے کو فقیر
لکہا ہے اور تحریر کا ہر لفظ عالم ہونیکا بخوبی ثبوت دے رہا ہے۔ ایسی صورتمین علما کی دیانت
و دیانداری و جسارت کا حال اور حضرت میرانعلیہ السلام کے فرمان کا اثر تصدیق و ایمان پر
پڑہنا ظاہر و ثابت ہے۔ اونہون نے اپنے قیاس احسن سے فرمان میران علیہ السلام مین
ترمیم و تنسیخ و رد و بدل کر دیا غور کیا جائے تو یہہ کوئی معمولی کام نہین ہے۔ مہدی علیہ السلام کے
فرمان مبارک مین رد و بدل کرنا احادیث مین کرنے کے مانند ہے اور احادیث مین
ایسا کرنا قرآن مین کرنے کی طرح ہے صحابہ رضی اللہ عنہ کی صدق و عقیدت ایسی رہی
کہ حضرت علیہ السلام نے سنگ ریزونکو جواہر اور کاہ کو شاہ فرمایا تو محض محبت و خاطر ہی سے نہین

بلکہ نہایت صدق دل ویقین کامل سے آمنا وصدقنا فرمایا۔ اور خود اوسکو کنکر اور گہانس کا تنکہ دیکہا تو اپنی نظر کی خطا وغلطی یقین کے ساتہہ جانے۔ اور کسی نے حضرت کے نام سے روایت ونقل بیان کی تو ہانجی کہتے رہے ناجی یا تاویل شبہہ کرنیوالے کو بے دین سمجہے جسکے دلمین نور ایمان اور خدا یتعالی وخاتمین علیہما السلام کی ذرہ سی بہی محبت ہو اوس سے ایسا فعل نہو یقیناً ممکن نہین ہے خلیفۃ اللہ کا فرمان تو عین دین وایمان اور بیچون چرا قبول کرنیکے لایق ہے بلکہ جب طالب کو اپنے موجودہ پیر ومرشد کے ارشاد مین بدل صدق ویقین نہو تو اوسکو بہی کچہہ حاصل نہین ہوتا۔ اگر مولوی سید روح اللہ صاحب یا اون کے مانند چند علما کے پاس ہی انصاف نام ہوتے تو اوسکے سالم باب وہم کو نابود کرکے طلب سالم کے تاکیدی احکام مین خود نقول لکہکر لگا دیتے لیکن گروہ مبارک کے امی مرشدان کامل جنکے دلو نمین نور ایمان اور خدا یتعالے وخاتمین علیہما السلام کی محبت ہے اون کے پاس انصاف نام سے موجود ہین اسلئے اونکو اپنے مقاصد مین ناکامی ہوکر بدنامی ہوا کرتی ہے۔ ادائی نماز تہجد کے متعلق بہی بہت سے کتب مین کانٹ چہانٹ کردی چنانچہ (منہاج التقویم مین) اجہیل کر بنانا بمقام پنڈیال مجمع عام مین ثابت کردیا گیا۔

میرے قیاس احسن مین مولوی صاحب مذکور اپنا نام (سید عدو اللہ) تحریر فرماتے تو اسم بامسمی ہوتا کیونکہ مہدی علیہ السلام کے فرمان مبارک مین ترمیم وتنسیخ کرنے والا یقیناً خدا کا دشمن ہوگا یہہ صاحب سید ہونے کی وجہہ سے خدا یتعالے کے دشمنون کے سردار کے نام سے موسوم ہونا بلا مبالغہ اسم بامسمی ہوتا۔

مین نے ایک فقیر مولوی صاحب کو جو بہت سے خدا کے مرشد ہین زمان خان کی قبر کے پائین ہو دب سرنگون پڑہتے ہوئے دیکہا ہے (ملا عبد القیوم صاحب) وہان سکونت اختیار

کرنے سے بوجہہ تعلق ملازمت اوسطرف میری آمد ورفت تہی) اگرچیکہ حیدرآباد مین صدہا علما مدرسین موجود ہین باوجود اسکے حضرت میران علیہ السلام کے فرمانکی مخالفت کی جرئت نے کشان کشان مولویصاحب کو مقام مذکور پر لے گئی۔
مولوی صاحبنے طلب علم کے شوق نے وہان کے طلبا کی جماعت کے ساتہہ قبر مذکور پر فاتحہ و قرآن خوانی مین مجبوراً شریک رہا ہوگا۔ کیونکہ یہہ ظاہر ہے کہ اگر وہان مخالفت و تعصب ظاہر فرمائے ہوتے تو ایک منٹ کیلئے اوس جماعت مین شریک نہو سکتے حضرت میران علیہ السلام کے فرمان کے خلاف ایسے مقام پر فقرا جاکر علم حاصل کرنے کے بعد اونکی دینداری وحیرت کیسی ہوگی ظاہر ہے۔
اسموقع مین بعض علما فرمائینگے کہ "بہت سے علمانے بہی تصدیق کی ہے اور خود حضرت عالم وفاضل تہے مہدویت سے پہلے (اَسعدُ العُلَمَاء) کہلائے جاتے تہے" اسکا جواب نقول مبارک (۳۰ و ۱۴) مین موجود ہے یعنے جن علماکے دلمین نور ایمان اور حصہ تصدیق ہوگی اون کو خدا تعالی امّی جبلی کرکے تصدیق سے مشرف فرمایا ہوگا۔ اور حضرت نے ارشاد فرمایاہے کہ "بندہ کو قبل مہدویت جو علم ظاہری تہا وہ فراموش کرایا جاکر اوسوقت علم لدنی روزی ہوا" اس سے ثابت ہوگیا کہ حضرت مہدویت کے ساتہہ خدا تعالے کے جانب سے امی کردے گئے تہے۔ حضرت کا فرمان غیر صحیح ہونا ممکن ہی نہین ہے حضرت کے فرمان کی صحت کی نسبت کسی مصدق کو سرمو شبہہ ہو یا اوسمین ترمیم کی ضرورت کسی کے خیال احسن مین متصور ہوتو اون کے دلمین سالم سیاہی و نور ایمان نہونا ثابت ہوگا۔ اور حضرت نبی علیہ السلام کا لقب بہی (امّی) تہا۔ خدا تعالی اکیسوین جزو کے پہلے رکوع مین ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ۝ ترجمہ۔ اور نہین تہا تو پڑہتا پہلے اس سے کوئی کتاب اور نہ لکہتا تو اوسکو اپنے داہنے ہاتہہ سے اوسوقت البتہ دہوکہ کرتے جہوٹے بلکہ وہ آیتین ہین روشن بیچ سینون اون لوگون کے کہ دئے گئے ہین علم اور نہین جہگڑا کرتے سات آیتون ہماری کے مگر ظالم۔ (موضح القرآن) یعنے جگہ تہی شبہہ کی کہ اگلی کتاب پڑہ کر یہہ باتین معلوم کین حضرت کبہی اوستاد پاس نہ بیٹہے نہ ہاتہہ مین قلم پکڑا۔ یعنے پیغمبر نے کسی سے نہیں لکہا نہین پڑہا۔

اگر کلام پاک اور احادیث مین علم عربی کی ہی فضیلت فرمائی گئی ہوتی تو انحضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کے طفیل و سبب سے کائنات پیدا ہوئی ہے وہ خود ملک عرب مین پیدا ہونے پر علم عربی اور اوسکے فضائل سے کیون محروم رہتے۔ اگر یہی علم افضل ہوتا تو حضرت کے مانند تمام دنیا مین تا قیامت کوئی عالم و فاضل نہوتا۔ جو اہل کسب وجہہ معیشت کیلئے دوسرے علوم و فنون کیطرح یہہ پڑہے یا پڑہتے ہون اون کو چاہئیے کہ ترک دنیا کے ساتہہ اسکو بہی ترک کرکے امی جبلی بنکر پیر طریقت کی صحبت مین طالب علم لدنی بنجائین۔ اور فقراء عالی قدر تو فکر معیشت سے مبرا ہین لیکن اونمین کے بعض خدا طلبی کے خیال سے علم ظاہری کو جو پڑہ رہے ہین یہہ غلط فہمی ہے بلکہ اسمین بلحاظ اقوال مذکورہ حضرت مہدی علیہ السلام کے حکم کی ضد و مخالفت ہوتی ہے جو ہر ایک مصدق و مہدوی کیلئے بالکل ناجایز ہے لہذا فقرا کو چاہئیے کہ بخوبی غور فرما کے طلب علم ظاہری کو فوراً ترک کرکے پیر طریقت کی صحبت مین طلبائے علم لدنی مین شریک ہوکر عالم کی حد تک پہنچ جائین تو تقرب و

دیدار کے ساتھہ بطرز الطف و اعلی ثمر اوس مقام بالا مین یا طالب علم مذکور ہی کی جا تمام زندگی پوری ہوجاے تو شہد کا ثمرہ پاوے بہرطور
تغافل کا موقع نہین ہے جیسا استعارۃ بعض مضمون ختم ہونیوالی ہے۔ کار امروز بفردا مگذار۔ جو فقرا بخیال طلب خدا علم ظاہر پانے کو
بڑہنے کی کوشش کرتے ہین اونکی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کا مقام مقصود بجانب غرب کسیقدر فاصلہ پر واقع ہے وہ وہان
جانیکے قصد و خیال سے بجانب شرق راستہ لیکر رات دن محنت و کوشش کرتے ہوے منزلین طے کرتا چلا جاے "ایسی صورتون مین جسقدر
راستہ و منزلین طے کرتا چلا جاے گا اوسے مقام مقصود دور ہوتا جائیگا اگر وہان اوسکی قسمت یاوری کرکے کوئی رہبر کامل مل جاے تو طے
کیا ہوا تمام راستہ واپس کرکے مقام مقصود کو پہنچا دیگا کیونکہ مولوی صاحب نے تو صفت بیدیخ ماہیت نقل بصراحت بتلادی ہین
معلوم آپ اسسے فایدہ حاصل کرسکتے ہین یا طوطے کی طرح مثل شترہ کرکے پہر آنکہین لگاتے ہین بہرطور مذکورہ بحث ملاحظہ کرنیکے بعد وہ
لایق فقرا جنہون نے اشاعت تعلیم کی تحریک مین نام پیدا کیا ہے اور جو اونکی بہت تائید کررہے ہین اور جنکے دلون مین اسکی سعی
کوشش کا خیال اور شوق بھرا ہوا ہے اونپر کچھہ تو اثر ہوگا کیونکہ صاحب عقل و لایق لوگ غور کرکے ہر شئے کی ماہیت کو محسوس کرسکتے
ہین اور صفحہ (۵۲) کی سطر آخر مین (آپسے امید کرتا ہون کہ) کیا بالکل آیا ہے اصل یہہ ہے کہ اونٹ کی تمام اعضا ٹیڑہی ہے وہ کر صرف
گردن مین بل ہوتا تو اوسپر عیب کہا جاتا جب اوسکے کل اعضا شمشاد سے کم نہین ہین تو گردن پر عیب کہنا بیکار ہے
اسیطرح مولوی صاحب کی تمام نظم و نثر کی یہی حالت ہے۔ اور صفحہ (۵۳) مین بالکل خلاف توقع اپنی عادت کے برعکس
نہایت اخلاق و عاجزی و غربت سے سید محمد سردار میان صاحب کی خدمت مین التماس پیش کی ہے اسموقع مین آپ کی یہہ
خاکساری خالی از وجہہ نہین پائی جاتی ۔ صاحب موصوف کا ایک جواب (۵۰۰) سے زیادہ صفحون مین اور ایک دوسرا
رسالہ بھی تیار ہونیکا ذکر کرکے اوسکو ملاحظہ و طبع کرانیکی استدعا کی ہے لیکن جناب عالی اگر آپ کی تحریر (سوط اللہ)
طبع و مشتہر نہوتی اور بیکاری کے وقت آپ اپنی تصنیف صاحب موصوف کے گہر پہنچاتی تو شاید چند منٹ اوسکے ملاحظہ مین وہ
تضیع اوقات کرتے لیکن اس تحریر نے آپ کی تمام جوہر ظاہر کردئے میرے خیال مین سوط اللہ کے (۵۶) صفحہ مین جو
اوصاف مین مذکورہ (۵۰۰) صفحہ اور دوسرے رسالہ مین بھی یقیناً ایسے ہی جوہر ہون گے کیونکہ یہہ سب اوسی ایک
خزانہ حسد کا سرمایہ ہے ایسی صورتمین نہایت عاجزی سے بھی اپنی تصانیف کو ملاحظہ و طبع کرانیکی کسیسے درخواست
کرنا لاحاصل ہوگا بہتر یہہ تہا کہ آپ اپنی تصانیف کو طبع کرانے کیلئے دواخانہ کا حاصل کیا ہوا سرمایہ پس انداز

رہتے تاکہ جیسا مال ویسے کام مین خرچ ہوتا مجھے بھی عزیزم سید محمد سردار میاں صاحب کا پرچہ سوال مورخہ
۲۷ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ وصول ہونے سے دیکھا اوسمین صرف تین سوال مندرجہ ذیل کئے گئے ہین۔
(۱) حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے جملہ احکام (حضرت ممدوح الشان ہی کے الفاظ فیض اثر مین) بحوالہ کتب معتبرہ
پورے پورے تحریر فرمائے جائین (۲) مذکورہ احکام جن آیات قرآنی سے ماخوذ یا مطابق ہین وہ بحوالہ مکمل پورے
پورے (بامعنی تحت لفظی) نقل فرماکر مطابقت احکام قوی دلائل کے ساتھہ ثابت فرمائی جائے (۳) اور ان
احکام کے بموجب عمل کرنے سے جسم روح اخلاق پر کیا اثر پڑتا ہے بتفصیل بدلائل معقول بیان فرمایا جائے۔
اسکا جواب یہہ ہوسکتا ہے کہ سوالات مذکور مہمل ہین اور مہملات کا ادائی جواب لازمی نہین ہوتا کیونکہ علما کیخدمت مین
مہمل استفتا پیش کیا جاتا ہے تو بلا جواب برہم کیلئے واپس کیا جاتا ہے اور عدالت مین بھی قاعدہ عرضی دعوی
پیش کیجاتی ہے تو وہ بلا کارروائی بغرض ترمیم واپس کیجاتی ہے۔ سوالات مذکور مہمل ہونیکا ثبوت یہہ ہے کہ کوئی
شخص عام مسلمانون سے قطع نظر کرکے خاص مستثنی علماء و بڑے محدثین سے یہہ سوال کرے کہ (حضرت نبی علیہ السلام
کے جملہ احکام (حضرت ممدوح الشان ہی کے الفاظ فیض اثر مین) بحوالہ کتب معتبرہ پورے پورے تحریر فرمائے جائین
حضرت نبی علیہ السلام کے فرمان مبارک کو حدیث کہتے ہین اب غور کیجئے اور کسی عالم علم حدیث سے دریافت فرمائیے
کہ احادیث کے کئے اقسام ہین اور انکی تعداد کسقدر ہے اور علم حدیث کیسا وسیع ہے حدیث کی صحت اور راویون کے
کیا شرائط ہین اور کون عالم و فاضل و محدث جملہ احادیث کو (حضرت ہی کے الفاظ فیض اثر مین) پورے پورے
تحریر کرسکتے ہین۔ امور مذکورہ کی تفصیل معلوم ہونے کے بعد سوال مذکور کا حال کھل جائیگا اور مہمل ہونا ثابت
ہوکر یہہ بھی معلوم ہوجائیگا کہ قوم مہدویہ کے تارک الدنیا حضرات یا کوئی مولوی صاحب (حضرت مہدی علیہ السلام
کے جملہ احکام کو حضرت ہی کے الفاظ فیض اثر مین) کسطرح تحریر کرسکینگے۔ اور اگرچہ کہ صاحب موصوف کے والد
بزرگوار نے حال ہی مین انتقال فرمایا ہے باوجود اسکے اون سے کوئی سوال کرے کہ آپکے والد یا جد نے
اپنی مدت العمر آپ سے یا اور لوگون سے کیا کیا کہا سنا جملہ اقوال اونہین کے الفاظ مین پورے پورے
ثبوت کے ساتھہ بصراحت محل و مقام ایک مہینہ کی مدت مین تحریر فرماکے روانہ فرمائے ورنہ مجبور یا یہہ

سمجھنا پڑیگا کہ آپ اپنے والد کے حالات سے بالکل بیخبر ہین اور اسکی تشہیر کیجائیگی۔ ایسی صورت مین صاحب موصوف اپنے تمام کاروبار چھوڑ والد کے مکمل اقوال تحریر کرکے روانہ کرنا اون سے ممکن ہوگا۔ بالفرض اونہون نے ہزار آفت ومصیبت گوارا کرکے تا امکان پورے اقوال وحالات تحریر کرکے سائل کے پاس روانہ کرین تو اوسمین ہزارہا اعتراضات وآفات یقیناً ضرور پیدا ہونگے اور کوئی نیک نتیجہ حاصل نہوگا۔

اور سوال دوم کی نسبت غور کیجیے کہ اماموں نے دین وفقہ کے مسائل کو قرآن واحادیث ہی سے ماخوذ فرمایا ہے باوجود اسکے اماموں کے مسائل مین جزئی اختلاف نہیں ہے بلکہ کسی امام کے مسئلہ سے کوئی چیز حلال ہے تو دوسرے امام کے پاس وہی حرام ہے اور کسی کے پاس کوئی فعل جائز ہے اور کسی کے پاس وہی فعل ناجائز باایں ہمہ سب امام بجائے خود صحت پر ہین ایسی صورت مین جملہ احکام خاتمین علیہما السلام جن آیات سے ماخوذ ہین پوری پوری مطابقت بامعنی تحت لفظی قوی دلائل کے ساتھہ ثابت کرنا کیا کوئی معمولی وممکن الوقوع کام ہے۔ لاحاصل ناممکن الوقوع کام کی انجام دہی کیلئے جابرانہ طریقہ پر کیون مجبور کیا جارہا ہے۔

سوال سوم کا یہہ جواب ہے کہ عمل کرنے سے جسم۔ روح۔ اخلاق۔ پر جو اثر پڑتا ہے اوسکو خود عامل ہی محسوس کرسکتا ہے اوسکو تفصیل ودلائل معقول کے ساتھہ بیان نہیں کیا جاسکتا اگر بالفرض کچھہ بیان بہی کیا جائے تو بے عمل کی سمجھہ مین مطلق نہیں آسکتا۔ اوسکی عام فہم مثال ایسی ہے کہ کسی ایسے شخص سے جس نے عمر بہر زبان پر شکر نہ رکہی ہو کہا جائے کہ شکر میٹھی ہوتی ہے اور تفصیلی ومعقولی دلائل سے کتنا ہی سمجہایا جائے لیکن ہرگز شکر کی شیرینی کے ذائقہ کو وہ محسوس نہ کرسکیگا تاوقتیکہ اوسکی زبان پر نہ رکہی جائے۔ اور کسی نہ سونگھے ہوئے سے عطر کی خوشبو کی تعریف اور اوس سے دماغ وروح پر جو کیفیت حاصل ہوتی ہو بیان کیجائے اور اندہے کے روبرو حسین کی تعریف کیجائے اور اوس سے لطف عیش بیان کیا جائے تو کسطرح محسوس کرسکیگا اور تفصیل ودلائل معقول سے کیونکر سمجہایا جاسکیگا۔ ایسے سوالات کرنے اور جہگڑے کے امور مین قدم رکہنے سے کچھہ عمل کرکے لطف حاصل کرنا بہت ہی احسن ومفید وکارآمد ہے۔

میرے خیال مین حضرات قوم کی خدمات مین یہہ ہوں بیس ۔ کرکے دسوانح عمری (مجموعہ) اور متن شریف ملاحظہ فرمائے ہوتے تو کافی تہا منشا پورا ہوتا ۔ چونکہ مذکورہ دونون کتب کے مندرجہ احکام سے زیادہ تعصب کے ساتہہ حضرات قوم مین سے کون تحریر کرکے پیش کرسکینگے ۔ اگر بالفرض محال کسی نے ایسا کیا بہی تو اوسکے ہزارون اعتراض ہوکر اوس سے ہزارہا مضر نتائج ضرور ظہور پذیر ہون گے ۔ جمل وان حاصل جواب سوانح بزرگان دین سے بہ تعیین مدت مفصل و مدلل جواب طلب کرنا اور بصورت عدم ادائی جواب اصولہائے اون کی بیخبری تشہیر کرنیکی دہمکی دینے کی ضرورت اور باخبری نہین تہی ۔ مولوی صاحب نے صفحہ اول یعنی ٹیٹل پہ لکہا ہے کہ در ہبر راہ یقین افادہ فرمائے مومنین مصدقین عالم باعمل فاضل بیبدل حکیم فقیہ سید قاسم صاحب قبلہ مدظلہ) اگر مولوی صاحب کے کوئی عنایت فرما یا طبع کرانے والے یہہ لکہے ہوتے تو کہین نہ کہین اپنا نام ضرور لکہتے اس سے پایا جاتا ہے کہ مولوی صاحب نے خلاف عادت زمانہ خود ہی اپنے نام کے ساتہہ الفاظ مذکور تحریر فرمایا ہے یہہ بہی ایک نایاب واقعہ ہے ۔

فقرائے مطہر علمائے متبحر ۔ و ناظرین قوم مبشر کی خدمات فیضدرجات مین نہایت ادب سے عرض ہے کہ یہہ کمترین بالکل اُمّی ہے اور ہر روز خدا تعالیٰ کا سجدۂ شکریہ ادا کرتا ہے اسلئے کہ اگر وسیع پیمانہ پر علم حاصل ہوتا تو نہین معلوم خیالات کیسے ہوتے اور حشر کیسا ہوتا ۔ کمترین کی ذاتی تحریرین بوجہہ عدم لیاقت غلطیان و ترک ادب ہوا ہو تو مین سچ عرض کرتا ہون کہ مینے جو کچہہ عرض کیا ہے وہ نہایت ہی صدق دل و عقیدتمندی خیرخواہی نیک نیتی سے عرض کیا ہے لیس (انما الاعمال بالنیات) کے لحاظ سے میرے معروضات کیوجہہ سے خاطر مبارک پہ کچہہ بار ہوا ہو تو صاف دلی سے خدا واسطے میرے قصورات معاف فرمائے جائین اور اس معروضہ کو اپنے عقیدتمند سے عرض کیا متصور و بنوربر ملاحظہ فرمایا جاکر اس عاصی کو دعائے خیر سے یاد و شاد فرمایا جائے ۔ یہہ عاصی صدق دل سے بزرگان کاملین خاتمین علیہما السلام کے واسطے سے درگاہ مجیب الدعوات مین دعا کرتا ہے کہ اپنی قوم مبارک کے کل افراد مین تا قیامت ایسی ایک دلی عطا فرمائیجائے کہ ایک جان کے متعدد قالب کیطرح سب ایکدل ایک دوسرے کی ہمدردی مین جان نثار ہوجائین ۔ چوعضوے بدرد آورد روزگار ۔ دگر عضوہا را نماند قرار

مرقوم ۲۲ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ م ۔ بہمن ۱۳۲۱ ف م ۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ء یوم جمعہ ۔